https://www.ashrafia.net

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اگست ۲۰۲۴ء

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- محبتِ رسول ﷺ تکمیل ایمان
- حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ فضل حق خیرآبادی
- حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری
- حضرت احمد رضا خان اور عشقِ رسول
- اسلامی جمہوریہ پاکستان
- مرزا دجال کے عقائد

بانی: اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

صفر المظفر ۱۴۴۶ھ

اگست ۲۰۲۴ء جلد ۴۷ شمارہ نمبر ۸

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:

0321-9258811 | 021-36600676

قیمت =/40 روپے

سالانہ =/400 روپے

مقامِ اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگراں انتظامی امور: سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت: سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
حمد و نعت	اعلیحضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ، غازی ملت حضرت علامہ ہاشمی میاں مدظلہ العالی	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	6
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	8
محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکمیل ایمان	جناب کاشف اشرفی صاحب	10
حضرت اُمیمہ بنت عبدالمطلب اور حضرت جمانہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہما	سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی	13
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ	جناب عبدالمجید فاروقی صاحب	15
اسلامی جمہوریہ پاکستان	جناب صدیق سالک صاحب	19
حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہما	استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی	24
آیئے اپنا محاسبہ کیجئے!	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	28
حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب	30
مرزا دجال کے عقائد	شاہین ختم نبوت حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی علیہ الرحمہ	34
فقہی سوالات کے جوابات (ماہِ صفر المظفر کے متعلق سوالات و جوابات)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	39
اُم الامراض.... "قبض"	ادارہ	43
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	46

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

اعلیٰحضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الاشرفی الجیلانی (المعروف اشرفی میاں)

مشہور ہو رہا ہے عز و جلال تیرا
جاری ہے ہر زباں پر قال و مقال تیرا

تو پردہ تعین کو رُخ سے اگر اُٹھا دے
عالم کو محو کر دے حسن و جمال تیرا

گاہے بشکل ممکن گا ہے برنگ واجب
نظارہ ہو رہا ہے اے باکمال تیرا

نظروں میں اہل دل کی کثرت ہے عین وحدت
ہر حال میں ہے حاصل قرب و وصال تیرا

مل جائے جامِ وحدت گر واعظا تجھے بھی
مٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل و قال تیرا

مرنے سے اپنے پہلے مرکز ہوا جو واصل
حاصل ہوا اسی کو پیارے وصال تیرا

جب تجھ میں اشرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے
پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول

غازی ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی (المعروف ہاشمی میاں)

تجھے رب نے کیا بنایا ، مکہ مدینہ والے
یہ کوئی سمجھ نہ پایا ، مکہ مدینہ والے

تیرا فیض عام جاری ، تری زندگی نرالی
تجھے ہر ولی میں پایا ، مکہ مدینہ والے

نہ کوئی بتا سکا ہے ، نہ کوئی بتا سکے گا
تجھے رب نے کب بنایا ، مکہ مدینہ والے

یہ سب ہی کا ہے عقیدہ جو بقول اعلیٰ حضرت
تجھے یک نے یک بنایا ، مکہ مدینہ والے

کہا سب نے نفسی نفسی، تیرے لب پہ ربِ ھبلی
تیرے پائے کا نہ پایا ، مکہ مدینہ والے

ہے دعائے اہلسنت کہ جہانِ رنگ و بو میں
رہے سیدوں کا سایہ ، مکہ مدینہ والے

یہ ہے فاطمہ کا صدقہ، میں تیرے نسب کا حصہ
مجھے ہاشمی بنایا ، مکہ مدینہ والے

https:.//www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

برصغیر پاک وہند میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جن بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین نے کام سرانجام دیا ان میں حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ کا نام نامی اسم گرامی سر فہرست ہے۔آپ نے علم وعمل اور خلاص کے ساتھ تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔ لالچ، طمع، حرص، ہوس، نام ونمود ان تمام چیزوں سے بالاتر ہوکر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے کیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی شخصیت میں ایسی کشش پیدا فرمادی کہ جس فاسق وفاجر کو نظر بھر کر دیکھ لیا، اس کے ظاہر و باطن کو پاک کر دیا، جو ان کی صحبت میں بیٹھ گیا وہ اپنے گناہوں سے تائب ہوگیا، جس نے ان کی گفتگو کو سن لیا وہ اسلام میں داخل ہو کر سچا و پکا مسلمان بن گیا۔ اس کی وجہ صرف اخلاص اور عمل تھا۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ نے جس دور میں لاہور میں قدم رکھا یہاں ہر طرف فحاشی اور بے راہ روی عام تھی۔ اسلامی تعلیمات و احکامات کو قصداً ترک کیا جا رہا تھا۔ کچھ جادوگر اپنے جادو کے زور پر لوگوں کو تنگ کر رہے تھے لیکن جب داتا صاحب قبلہ لاہور تشریف لائے تو آپ نے بیک وقت کئی محاذوں پر کام کیا۔ سب سے پہلے جادوگروں سے مقابلہ کر کے ان کے جادو کو ختم کیا اور عوام کو نہ صرف یہ کہ ان سے نجات دلائی بلکہ وہ بھی اپنے باطل مذہب سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گئے جہاں کرامات دیکھانے کا موقع آیا تو اپنی روحانیت کے ذریعے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔ جو مسلمان سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے، انہیں بڑی محبت وشفقت سے اسلام کی صحیح تعلیمات پہنچا کر سیدھی راہ پر گامزن کر دیا۔ کچھ عرصے میں لاہور اور اس کے گرد ونواح میں آپ کی شہرت پھیل گئی اور لوگ دور دراز مقامات سے حاضر ہو کر فیض حاصل کرنے لگے آپ نے لاہور کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا اور رشد وہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے ایسا فیض جاری فرمایا کہ آج آپ کے وصال مبارک کو ۹۰۰ سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن مزار مبارک پر آج بھی عقیدت مندوں اور دیگر زائرین کا رش جاری ہے۔ آپ ۲۴ گھنٹے میں کسی بھی وقت داتا دربار چلے جائیں کبھی سناٹا نہیں ملے گا، ہر

https:.//www.ashrafia.net

وقت عقیدت مندوں کا ہجوم نظر آئے گا اور دوسری اہم بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ آپ کے مزار مبارک کے سرہانے کی جانب ۲۴ گھنٹے تلاوت قرآن ہوتی رہتی ہے۔ دن ہو یا رات آپ کسی بھی وقت جائیں گے تو کوئی نہ کوئی بٹھا تلاوت کر رہا ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے جس کی وجہ سے وصال مبارک کے ۹۰۰ سال ہونے کے باوجود مزار مبارک پر وہی رونق ہے۔

میرے والدِ گرامی حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ سے بڑی عقیدت تھی۔ آپ ہر سال عرس مبارک کے موقع پر لاہور تشریف لے جاتے تھے۔ اوقاف کی جانب سے بلاوا آتا تھا۔ اس طرح آپ نے ۳۵ سال حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے عرس مبارک کے پہلے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ ۲۰۰۵ء میں والدِ گرامی نے وصال فرمایا، ان کے وصال کے بعد یہ سعادت راقم کے حصے میں آئی۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا فیضان جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

آپ کا مزار مبارک لاہور میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۱۸، ۱۹، ۲۰ صفر المظفر کو بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین.... (ایڈیٹر)

ماھانہ دروسِ قرآن

حضرت فخر المشائخ ابو المکرم

ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

☆ ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد "نورانی"

11-G نیو کراچی

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہر انگریزی مہینے کے دوسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد "امیر حمزہ"

ناظم آباد پہلی چورنگی

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

☆ ہر انگریزی مہینے کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

جامع مسجد "نور الاسلام"

اورنگی ٹاؤن

میں ماہانہ درسِ قرآن فرماتے ہیں۔

https:.//www.ashrafia.net

درسِ قرآن

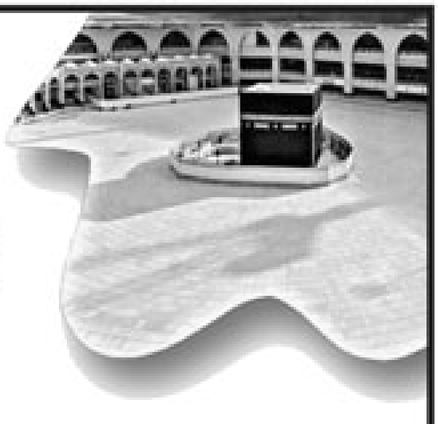

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۵۹ تا ۶۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ وَاَنَّ اَکۡثَرَکُمۡ فٰسِقُوۡنَ (۵۹) قُلۡ ہَلۡ اُنَبِّئُکُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِکَ مَثُوۡبَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیۡہِ وَجَعَلَ مِنۡہُمُ الۡقِرَدَۃَ وَالۡخَنَازِیۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ (۶۰)

ترجمہ:

فرما دیجئے اے کتاب والو! کیا برا لگا تمہیں ہم سے یہی ناں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ہم سے پہلے اور بے شک اکثر تمہارے فاسق ہیں، فرما دیجئے کیا بتادوں میں تمہیں ان بدتر لوگوں کے بارے میں جو اللہ کے نزدیک ہیں جو ملعون ہیں اللہ نے غضب کیا ان پر اور کر دیا ان میں سے کچھ کو بندر اور سور اور پجاری شیطان کے یہ وہ ہیں جن کا ٹھکانہ برا ہے اور گمراہ سیدھی راہ سے۔

شانِ نزول:

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ .... وَاَنَّ اَکۡثَرَکُمۡ فٰسِقُوۡنَ

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں حضور سید عالم ﷺ نے تمام انبیاء کی شان و مراتب بیان فرمائے اور ان کو برحق فرمایا۔ اس لیے قُل سے خطاب ہے ہَل تَنقِمُونَ مِنَّا کے معنی علامہ آلوسی ''روح المعانی'' میں فرماتے ہیں:

''تمہیں ہمارا کیا برا لگا اور تم ہم میں کیا عیب دیکھتے ہو اور وہ محاورہ نَقَمَ مِنهُ كَذَا سے ہے جب کہ اس کو برا سمجھے اور ناپسند کرے سزا سے اور حسن نے تنقمون بفتح قاف پڑھا ہے یعنی باب عَلِمَ يَعْلَمُ سے اور یہ بھی ایک قلیل لغت ہے اور زجاج نے کہا نقم ینقم اور کسرہ دونوں سے جائز ہے اور اس کا معنی ہے کسی چیز سے انتہاء درجے کی نفرت اور عبداللہ بن قیس کا شعر شہادت میں پیش کیا۔

انہوں نے بنی امیہ میں اور کوئی عیب نہ پایا سوا اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ غضب ناک ہیں۔ اور ''نہایہ'' میں ہے کہ نقم

https:.//www.ashrafia.net

نقمہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ کراہت ناراضگی کی حد تک ہو جائے اور اسی سے زکوٰۃ کی حدیث بھی ہے کہ ابن جمیل صرف اس لیے عیب لگاتا ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اسے غنی کر دیا یعنی وہ زکوۃ نہ دینے میں یہی عیب رکھتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتا ہے۔

اور راغب کہتے ہیں کہ نقمہ کی تفسیر یہ ہے کہ جس کا انکار کیا جائے اور عیب لگایا جائے اور اس کا معنی سے انکار کرنا خواہ زبان سے ہو یا سزا سے۔

شانِ نزول:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت آئی جن میں ابو یاسر ابن اخطب، رافع بن ابی رافع، عازوراء، اشیع وغیرہ یہود کے پادری بھی تھے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ: آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں؟ اور اس سوال سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آئیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا کہ: ''میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے نازل فرمایا اور جو ہم سے پہلے نازل ہوا یعنی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط پر نازل ہوا اور جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ پر اترا یعنی توراۃ و انجیل اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا سب کو مانتا ہوں لا نفرق بین احد من رسلہ ہم انبیائے کرام میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں''۔

جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت بھی تسلیم فرماتے ہیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے: جو عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے، ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ تم اور تمہارا ایمان محض عداوت و دشمنی پر ہے، اسلام جیسے دینِ برحق کو تمہارا تسلیم نہ کرنا محض اس عناد پر ہے کہ تمہیں عیسیٰ علیہ السلام سے عداوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے تم پر لعنت کی اور غضب فرمایا، تمہارے پہلے لوگوں میں سے اکثر مسخ کیے گئے، بندر اور سوروں کی شکلوں میں اور جو عبد الطاغوت شیطان کے پوجنے والے ہیں اور بدترین ہیں، ان کا ٹھکانہ اور تمہارا مقام جہنم ہے کیونکہ تم سیدھی راہ سے بدترین طریقہ پر گمراہ ہو گئے۔ (خازن، روح المعانی)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ

آپ کے دربار سے ہوتے رہے فیضیاب
اولیائے ہر زماں مخدوم داتا گنج بخش
معتکف رہ کر ہوئے جلووں سے ان کے فیضیاب
خواجہ ہندوستاں مخدوم داتا گنج بخش
تاجدارِ عارفاں مخدوم داتا گنج بخش
صدرِ افرادِ زماں مخدوم داتا گنج بخش
پیرِ پیرانِ زماں مخدوم داتا گنج بخش
پیرِ خوبانِ جہاں مخدوم داتا گنج بخش

https:.//www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

باب الاحکام المیاہ.... الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا یَغْتَسِلْ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا کَیْفَ یَفْعَلُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ یَتَنَاوَلُهٗ تَنَاوُلًا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَآءِ الرَّاکِدِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرَکَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:

پانیوں کے احکام کا باب.... پہلی فصل

چونکہ پانی بہت سی قسم کے ہیں: بارش کا پانی، چشمے، کنوئیں، تالاب وغیرہ کا پانی، جاری اور غیر جاری، مستعمل اور غیر مستعمل، حیوانات کا جھوٹا اور دھوپ وغیرہ سے گرم شدہ پانی اور ان پانیوں کے احکام جداگانہ ہیں، اس لیے مِیاہ بھی جمع لائے اور احکام بھی۔

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں جو بہتا نہ ہو ہرگز پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرے گا (۱) (مسلم، بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا: تم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں ٹھہرے پانی میں غسل نہ کرے لوگوں نے کہا کہ: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر کیا کرے، فرمایا: اس میں سے لے لے (۲)

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے (۳) (مسلم)

روایت ہے حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ سے (۴) فرمایا: مجھے میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئیں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا بھانجا بیمار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے دعائے برکت کی

(۵) پھر وضو فرمایا میں نے وضو کا پانی پیا (۶) پھر میں آپ کے پس پشت کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت دیکھی جو آپ کے کندھوں کے درمیان مسہری کی گھنڈی کی طرح تھی (۷)

(مسلم، بخاری)

شرح:

(۱) یعنی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ اس سے پانی نجس ہو کر غسل و وضو وغیرہ کے قابل نہ رہے گا جس سے اسے بھی تکلیف ہوگی اور دوسروں کو بھی اور بہت سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مناسب نہیں کہ اگرچہ وہ ناپاک تو نہ ہوگا لیکن اس کے پینے یا وضو کرنے سے دل کراہت کرے گا۔ پہلی صورت میں ممانعت تحریمی ہے اور دوسری صورت میں تنزیہی۔ یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ دو ۲ قلے (عرب کے مشہور مٹکے) پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اگر ناپاک نہ ہوتا تو یہ ممانعت اس تاکید سے نہ فرمائی جاتی۔ اس کی تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی (۲) یعنی چھوٹے حوض یا گڑھے میں جو پانی بھرا ہو جنبی اس میں گھس کر نہ نہائے بلکہ چلوؤں، لپوں، یا برتن سے لے کر الگ نہائے۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ تھوڑا پانی جنبی کے گھس جانے سے ماء مستعمل بن جاتا ہے لہٰذا جنبی یا بے وضو اگر کنوئیں میں گھسا تو پانی مستعمل ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ ناپاک آدمی بوقت ضرورت ندی یا چھوٹے حوض میں سے چلو یا لپ بھر سکتا ہے اس سے پانی مستعمل نہ ہوگا۔

(۳) ٹھہرا پانی خواہ دو قلے ہوں یا اس سے کم و بیش اس میں پیشاب پاخانہ ممنوع ہے بلکہ اس میں تھوک و رینٹ ڈالنا بھی برا ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ رات کو ٹھہرے پانی میں پیشاب ہرگز نہ کرے کہ اس وقت وہاں جنات رہتے ہیں تکلیف پہنچائیں گے، ہاں تالاب وغیرہ کا یہ حکم نہیں۔ تالاب وہ ہے کہ اگر اس کے ایک کنارے سے پانی ہلایا جائے تو دوسرے کنارے کا پانی نہ ہلے یعنی سو ہاتھ کی سطح والا پانی اسی کو آب کثیر بھی کہتے ہیں اس سے کم پانی قلیل کہلاتا ہے۔

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے۔ (۴) (مسلم)

صحابی کا تعارف:

(۵) آپ ازدی ہیں، خذلی، ۲ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے، اس وقت سات سال کے تھے، نوعمر صحابی ہیں، عہد فاروقی میں بازار مدینہ کے حاکم تھے۔ (۶) غالباً آپ کے سر میں درد ہی تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی برکت سے جاتا رہا، اس ہاتھ کی برکت یہ ہوئی کہ حضرت سائب کی عمر سو ۱۰۰ سال ہوئی لیکن نہ کوئی بال سفید ہوا اور نہ دانت گرا (مرقاۃ) اس سے معلوم ہوا کہ بیماروں کو بزرگوں کے پاس دم درود کے لیے لے جانا اور بزرگوں کا تکلیف کی جگہ ہاتھ پھیرنا سنت ہے۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۴۲)

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

محبتِ رسول ﷺ تکمیل ایمان

جناب کاشف اشرفی صاحب

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ”تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں“۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اس حدیث شریف میں ایمان کے کامل ہونے کے لیے حبِ رسول ﷺ اور چاہتِ مصطفیٰ ﷺ کی شرط لگائی گئی ہے یعنی ایمان کے مکمل ہونے کا جو ضابطہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایمان بغیر حبِ رسول ﷺ کے کسی صورت مکمل نہیں ہو سکتا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ محبت تمام دوسری دنیاوی فطری محبتوں جیسے ماں باپ بہن بھائی، اولاد، عزیز و اقارب، دوسرے لوگوں (جن سے ہماری کوئی غرض وابستہ ہو) کی محبت پر غالب اور حاوی نہ ہو جائے۔

رہی محبت یا چاہت کیا چیز ہے؟

اس کے متعلق صرف یہی بات کی جا سکتی ہے کہ یہ ایک فطری جذبہ ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا محبت کی جو تعریف کسی نے کی ہے اصل میں وہ محبت کی علامت یا اسباب کو بیان کرتی ہیں جو کہ محبت کا نتیجہ ہیں؟ اس لیے یہاں حبِ رسول ﷺ کی علامات کو تحریر کیا جا رہا ہے تا کہ ان علامات کی روشنی میں ہم سب اپنے اپنے طور پر اپنی محبتِ رسول ﷺ کو جان سکیں کہ وہ کس درجہ میں ہے۔

محبتِ رسول ﷺ کی علامت:

جب کوئی شخص اپنے آپ کو بیمار محسوس کرتا ہے یا اسے کسی بیماری کی کوئی علامت معلوم ہوتی ہے تو وہ ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے پھر ڈاکٹر خود ہی اس مرض کی تشخیص کر دے گا یا مزید اطمینان کے لیے چند ٹیسٹ (Test) لکھ دے گا۔ جس سے اس بیماری کی حقیقت اور یہ کس درجہ (Stage) پر ہے پتا چل جائے گی۔ بالکل یہی معاملہ محبتِ رسول ﷺ کا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو محبتِ رسول ﷺ میں گرفتار محسوس کرتا ہے یا کوئی علامت جو وہ جانتا ہے، ظاہر ہو گئی ہے تو اُسے چاہیے کہ قرآن اور حدیثِ نبوی کی جانب رجوع کرے تا کہ اپنی کیفیت کے بارے میں معلوم ہو سکے کہ جسے وہ محبتِ رسول ﷺ سمجھ رہا ہے، کیا واقعی اس میں حبِ رسول ﷺ ہے

https:.//www.ashrafia.net

بھی یا نہیں؟ یا وہ صرف اور صرف ایک وہم یا خود فریبی کا شکار ہے اور وہ تو محبتِ رسول ﷺ سے خالی ہے یا اس میں کوئی کمی ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں قرآن کی روشنی میں جو علامات ہو سکتی ہیں اس میں سے بعض یہ ہیں:

۱) اطاعتِ رسول ﷺ:

حبِ رسول ﷺ کے ضمن میں اطاعتِ رسول ﷺ اتباعِ رسول ﷺ، اقتداءِ رسول ﷺ سب سے اہم اور بنیادی علامت ہے کہ جس کے بغیر حبِ رسول ﷺ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (پارہ:۳، سورۃ آل عمران، آیت:۳۱)

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو''۔

اسی طرح مزید ارشادِ ربانی ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(پارہ:۲۸، سورۃ الحشر، آیت:۷)

ترجمہ: رسول ﷺ جو تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اُس سے رُک جاؤ۔

ان آیات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے احکام و افعال، اقوال، سنتوں وغیرہ پر عمل نہ کرے اور محبتِ رسول ﷺ کا دعویٰ کرے تو وہ شخص جھوٹا ہے۔ نمازیں چھوڑنا، روزے نہ رکھنا، جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا زکوٰۃ نہ دینا، حقدار کا حق نہ دینا وغیرہ جیسے کام کرتا ہو اور محبتِ رسول ﷺ کا دعویدار بنے تو ایسے شخص کے لیے سوائے اس کے کہ اللہ اس کو ہدایت دے، کیا کہا جا سکتا ہے۔

۲) سید المرسلین ﷺ کا بے عیب ہونا:

جس شخص کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ اپنے محبوب کا کوئی عیب نہیں دیکھ سکتا۔ جیسا کہ حضور رسولِ ہاشمی ﷺ نے فرمایا کہ: ''کسی شے کی محبت تمہیں (اس کا عیب دیکھنے سے) اندھا کر دیتی ہے اور (اس کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔ (سنن ابو داؤد)

ایسا تو جب ہے جب اس کے محبوب میں کوئی عیب ہو لیکن ذاتِ مقدس میں کوئی عیب ہی نہ ہو پھر بھی کوئی عیب نکالے تو محبِ رسول ﷺ پر کیا لازم ہوگا؟ یہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں اگر وہ اپنی محبت میں کامل ہے۔

۳) شفیع المذنبین ﷺ کا بکثرت ذکر کرنا:

اگر کوئی محب محبوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے، جیسا کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ''جو جس سے محبت کرتا ہے اُس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔ (کنز العمال)

لہٰذا رسولِ کریم ﷺ پر بکثرت صلوٰۃ و سلام بھیجنا، محافل میلاد اور مجالس سیرت منعقد کرانا، آپ ﷺ کی عظمت اور شان پر مشتمل نعتیں پڑھنا، یہ تمام چیزیں بھی آپ ﷺ سے محبت کی علامتوں میں سے ہے لیکن فقط یہی نہیں۔

۴) رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شان بیان کرنے میں غلو کرنے سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ کی شان و عظمت کو سن کر ان کا محبِ صادق

https://www.ashrafia.net

خوش ہوتا ہے لیکن اس شان کے بیان کرنے میں یہ احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیے کہ آپ ﷺ کو جو رب العزت کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ درجہ پر ہیں، اللہ کے برابر نہیں کرنا چاہیے۔

۵) تاجدارِ مدینہ ﷺ سے ملاقات کا شوق ہونا:

محبوب سے ملاقات کا شوق ہے۔ ہر طالب و محب اپنے مطلوب و محبوب سے ملاقات کی شدید خواہش رکھتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ مومن اپنے دل میں آپ ﷺ کی زیارت و ملاقات کا شوق رکھتے ہوئے ایسے کام کرے جو آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف کرنے کا سبب بنے۔

۶) رسولِ ہاشمی ﷺ کے محبوبوں سے محبت کرنا:

انسان اپنے محبوب کے محبوبوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین ﷺ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اصحاب و رفقاء اور اہلبیت سے بھی محبت کی جائے۔ جس طرح دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنے والا اور آپ ﷺ کا دشمن آپ ﷺ کے محبان کا بھی دشمن ہوگا۔

۷) سرکارِ دو عالم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا:

اللہ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے رحمۃ اللعالمین ﷺ پر بکثرت درود و سلام کے نذرانے بھیجے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (پارہ:۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

۸) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبتوں سے محبت کرنا:

محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبوب سے نسبت قائم کردہ چیزوں سے بھی محبت کرو، لہٰذا محبِ رسول ﷺ پر لازم ہے کہ وہ ان مقامات، چیزوں وغیرہ سے بھی محبت کرے، جن کو کسی بھی طور پر حبیبِ کبریاء ﷺ سے نسبت حاصل ہو۔

۹) حضورِ اکرم ﷺ کے دین کی مدد کرنا:

رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اس مکمل دین، دین اسلام کی مدد کریں یعنی اپنی عملی زندگیوں میں اس پر عمل کریں اور اس کو پھیلانے میں مدد کریں اور جہاں کہیں اس دین کے ماننے والے مشکل میں ہوں، ان کی مدد کریں۔

۱۰) قرآن سے محبت:

صاحبِ قرآنِ مبین ﷺ سے محبت کی ایک علامت قرآن مجید سے محبت بھی ہے کیونکہ قرآن ہی ہمیں رسولِ اکرم ﷺ سے محبت کرنے کا حکم اور طریقہ بتاتا ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت و شان کی نشاندہی کرتا ہے۔۔۔۔۔ (بقیہ صفحہ: ۱۴)

خواتین کا صفحہ

جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صاحبہ

حضرت اُمیمہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

اور

حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت اُمیمہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا:

یہ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ یہ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس بھی تھیں۔

ولادت:

آپ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔

شادی:

آپ کی شادی جحش بن رباب سے ہوئی، ان سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام عبداللہ بن جحش رکھا۔ یہ وہی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں صحابیٔ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

جنگِ اُحد میں مسلمانوں کی جانب سے شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا اور اپنے بہادر ماموں سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہوئے۔

حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادیاں:

آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ تینوں کو صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔

۱) اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ، یہ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور اُم المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

۲) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا، ان کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

۳) حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا، ان کا نکاح حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ دوسرا نکاح حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے دو بیٹے حضرت محمد اور عمران رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب:

حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ پہلی عم زاد علی بن ابی طالب کی بہن تھیں۔

(خاندانِ مصطفیٰ، ص:۲۹۳، الطبقات الکبریٰ، از ابن سعد، ج:۸، ص:۳۸)

آپ حضرت ابو طالب کی زوجہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔

شادی:

حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے چچازاد بھائی ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا۔

اولاد:

آپ کے ایک صاحبزادے تھے، جن کا نام جعفر بن ابوسفیان تھا۔(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ (ابن حجر)، ج:۸،ص:۶۳)

سیرت اور تاریخ کی کتب میں ان کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ: جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے موقع پر ۳۰/وسق خرما حضرت جمانہ بنت ابی طالب کے لیے مقرر فرمائے تھے۔جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اسلام قبول کیا تھا۔

انتقال:

آپ نے واقعۂ خیبر کے بعد غالباً مدینہ منورہ میں وصال فرمایا

(خاندانِ مصطفیٰ، ص:۲۹۳)

تیرہ تیزی

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔خصوصاً ماہِ صفر کی ابتداء تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں، یہ سب جاہلیت کی باتیں ہیں۔

(بہارِ شریعت، جلد:۳، ص:۶)

بقیہ ''محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکمیلِ ایمان''

۱۱) مصائب برداشت کرنا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ مصیبتوں پر صبر کرے، کیونکہ اس سے محب کو ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جو تمام مصیبتوں کو آسائشوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ:

جب کوئی شخص اتباع رسول اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے تو وہ خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین میں شامل کرنے کے لیے کرتا ہے، قرآن کا فیصلہ ہے کہ جو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرے گا اللہ اُسے اپنا محبوب بنالے گا اور اللہ کے محبوب بنانے کا یہ مطلب ہے کہ پھر اس شخص کا سننا، اس کا سننا نہیں رہے گا۔ بلکہ رب العزت کا سننا ہوجائے گا، اس کا دیکھنا، اس کا چلنا، اس کا پکڑنا نہیں رہے گا، بلکہ مالک الملک اللہ تبارک وتعالی کا دیکھنا، چلنا اور پکڑنا ہوجائے گا۔ پھر اس کی زبان سے نکلی ہوئی کوئی بات رد نہ ہوگی۔ (صحیح بخاری)

اور یہ سب کچھ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے ہی ممکن ہے اس کے بغیر نہیں۔لہٰذا فیصلہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ اپنی زندگی کے سفر کو کس جانب موڑنا ہے۔ سوچئے اور فیصلہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ فیصلہ کرنے کا وقت ہی ختم ہوجائے۔

https:.//www.ashrafia.net

جناب عبدالمجید فاروقی صاحب

داتا گنج بخش علی ہجویری المعروف حضرت علی بن عثمان قدس سرہ

آپ علیہ الرحمہ کا علمی کارنامہ آپ کی تصنیف **"کشف المحجوب"** ہے

اللہ کا کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے دوران ہی مکمل و مدون شکل میں اُمت کو حاصل ہو گیا، جو رہتی دنیا تک کے لوگوں کی رہبری کرتا رہے گا، اب تزکیہ نفس اور تعلیم علم و حکمت کے دو کام رہ گئے تھے۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رکھنا ضروری تھا۔ درسگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام نے پوری محنت سے انجام دیا۔ صحابہ نے اپنے بعد آنے والوں کو جنہیں ہم تابعین کہتے ہیں، اس کام کی عملی تربیت بھی دی۔ اسلامی دنیا کی توسیع اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نت نئے حالات اور مسائل نے دائرہ کار کو بے حد وسیع کر دیا تھا۔ تقسیم کار کا مرحلہ آ گیا، علماء نے تعلیم اور علم و حکمت کا کام سنبھالا تو اللہ کے بعض نیک بندوں نے تزکیہ نفس کے کام کی ذمہ داری سنبھالی۔ ان ہی بزرگوں میں ہم صوفیاء اور اولیاء اللہ کے معزز القاب سے یاد کرتے ہیں اور ان بزرگوں نے لوگوں کے اخلاق سدھارنے اور ان کے نفوس کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کرنے کے لیے جو تحریک چلائی اسے ہم **"تصوف"** کہتے ہیں۔ ابتداء میں اس میں نہ فلسفے کی آمیزش تھی نہ دور از کار باتوں اور تصورات کی اس میں کوئی گزر تھا مگر جب یونانی فلسفے اور دیگر اقوام کے علوم کے ترجمے شروع ہوئے اور لوگ ان افکار و تعلیمات سے متاثر ہونے لگے تو تصوف کے چشمہ صافی میں بھی آلائشیں شامل ہونے لگیں اور نئی نئی باتیں اس میں جگہ لینے لگیں۔ اس طرح یہ سیدھی سادی تحریک نت نئے افکار اور عقائد کا مجموعہ بنتی گئی اور پانچویں صدی ہجری تک پہنچتے پہنچتے اس کا رنگ آن بدانا کیا۔ ضرورت اور شدید ضرورت تھی کہ اس کا ازالہ کیا جائے اور لوگوں کو تصوف کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس معصوم تحریک کو بدنامی و بدگمانی سے بچایا جائے۔

یہ اہم کام دو عظیم صوفیاء نے انجام دیا۔ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری اور حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اتفاق سے دونوں بزرگ ہمعصر تھے اور دونوں کا سنہ وفات بھی ایک یعنی ۴۶۵ ھ ہے۔ امام قشیری علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر عربی میں ایک کتاب لکھی جو رسالہ **"قشیریہ"** کے نام سے مشہور ہوئی اور حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے فارسی میں

https:.//www.ashrafia.net

کتاب لکھی اور اس کا نام ''کشف المحجوب'' رکھا۔

نام، کنیت و والد:

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کا نام علی تھا، کنیت ابوالحسن اور والد کا نام عثمان تھا۔

ولادت:

غزنی کی ایک نواحی بستی ہجویر میں آپ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا خاندان ہجویر سے غزنی ہی کی ایک اور نواحی بستی جلاب منتقل ہو گیا۔ اس لیے آپ ہجویری جلابی کہلاتے ہیں۔

لقب:

آپ کا لقب ''گنج بخش'' ہے اور آپ اس لقب سے آپ کے لقب کے متعلق مشہور روایت یہ ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ اپنے وطن سے ہندوستان تشریف لائے تو لاہور پہنچ کر آپ نے داتا صاحب کے مزار پر چلہ کیا اور رخصت ہوتے وقت آپ کے مزار کے پائیں کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اور اسی شعر کی مناسبت سے آپ کا لقب ''گنج بخش'' قرار پایا مگر خود حضرت کی تصنیف ''کشف الاسرار'' سے پتا چلتا ہے کہ آپ اپنی زندگی ہی میں اس لقب سے مشہور ہو گئے تھے چنانچہ اس میں آپ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اے علی! خلقت تجھے گنج بخش کہتی ہے اور تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا، اس بات کا خیال ہرگز دل میں نہ لا ورنہ محض دعوئی اور غرور ہوگا گنج بخش تو صرف وہی ذات ہے اس کے ساتھ شرک نہ کرنا، ورنہ تیری زندگی تباہ ہو جائے گی، بے شک وہ اکیلا خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں''۔ حضرت کی اس تحریر کے پیش نظر یہی کہا جا سکتا ہے لوگ آپ کو آپ کی زندگی ہی میں ''گنج بخش'' کہنے لگے تھے مگر اس لقب کی شہرت حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے شعر کی وجہ سے ہوئی۔

حضرت علی بن عثمان حسینی سادات میں سے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب ۷ رواسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کا خاندان علمی اور دینی اعتبار سے بہت ہی محترم مانا جاتا تھا آپ کے ماموں ''تاج اولیاء'' کہلاتے تھے اور جس محلے میں اس کا نام ''تاج الاولیاء'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والدین بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں۔ شہزادہ داد شکو نے لکھا ہے کہ اس نے ۱۹ ر ماہ میں ان کے مزار کی زیارت کی تھی۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم آپ نے وطن ہی میں حاصل کی۔ اس دور کے اساتذہ میں دو استادوں ابوالعلاء عبدالرحیم اور ابوالعباس بن احمد کے ناموں کا تذکرہ آپ ہی نے کیا ہے۔

حصول علم:

حصول علم کی خاطر آپ جوانی ہی میں وطن سے نکل پڑے بغداد، طبرستان، خراسان، کرمان، ماورالنہر، شام، عراق اور ترکی

https:.//www.ashrafia.net

کی سیاحت کی۔ ہر جگہ علماء اور صوفیاء سے ملے اور ان سے فیض حاصل کیا۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ: **"صرف خراسان میں آپ کی ملاقات تین سو صوفیاء اور اولیاء سے ہوئی"**۔ اس سیاحت کے دوران آپ نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے سلسلہ طریقت کے ایک بزرگ ابوالفضل محمد بن حسن الختلی سے بیعت کی جن کے علمی اور روحانی کمالات کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب **"کشف المحجوب"** میں کئی جگہ کیا ہے۔ مرید کو کچھ عرصہ تک اپنے ساتھ رکھنے کے بعد مرشد نے ہندوستان جائے اور وہاں تبلیغ وتعلیم کے فرائض انجام دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ اپنے دو پیر بھائیوں حضرت ابوسعید اور حضرت سید لطفی کے ساتھ دمشق کے قریب کوہ لگام سے نکلے اور لاہور پہنچے۔

حضرت داتا صاحب کے لاہور پہنچنے کی صحیح تاریخ کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا، بس اتنا معلوم ہے کہ آپ سلطان محمود غزنوی کے پوتے سلطان مودود کے عہد حکومت میں وہاں پہنچے۔

"کشف المحجوب" کے بعض عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لاہور آنے کے بعد پھر ایک مرتبہ وہاں سے لگام تشریف لے گئے تھے اور اپنے مرشد حضرت ابوالحسن محمد حسن الختلی کے انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھے۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں: جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ بیت الجن میں تھے گاؤں دمشق کے قریب ہے۔ اس وقت آپ کا سر میری گود میں تھا۔ آپ نے مجھ سے کہا: اے بیٹے! اعتقاد کا مسئلہ تم کو بتاتا ہوں اگر تم اپنے آپ کو اس کے مطابق درست کرلو تو تمام تکلیفوں سے تم کو رہائی مل جائے گی۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ خدا ہر وقت ہر جگہ اچھوں اور بڑوں کو پیدا کرتا ہے مگر اس کے فعل سے دشمنی نہیں کرنی چاہیے اور نہ دل میں کسی تکلیف کو جگہ دینا چاہیے۔ سوائے اس کے اور کوئی وصیت نہ کی اور واصل حق ہوئے۔ مرشد کے انتقال کے بعد آپ پھر لاہور آگئے اور اسی جگہ قیام فرمایا: جہاں آج کل آپ کا مزار ہے وہیں ایک مدرسہ قائم کیا، جہاں لوگوں کو تعلیم دیتے۔ آپ کا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں گزرتا اور جو وقت عبادت اور ریاضت میں گزرتا اور جو وقت بچ جاتا، اس میں تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف کا شغل رہتا۔ آپ نے اپنی قیام گاہ کے پاس ہی ایک مسجد بھی بنوائی۔ لاہور ہی میں ۱۹ رصفر ۴۶۵ھ کو آپ نے وصال فرمایا اور اپنی قیام گاہ کے پاس دفن ہوئے۔

مختلف ادوار کے حاکموں نے آپ کے مزار اور مسجد وغیرہ کی تعمیر اور تزئین وآرائش میں عملی دلچسپی لی۔ خود حضرت داتا صاحب کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی زندگی میں آپ کی شادی ہوئی، پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی ہوئی۔ دوسری زوجہ کا بھی جلد ہی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے کوئی شادی نہ کی اور تجرد کی زندگی گزاری۔ آپ کی اولاد کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ عجیب بات ہے کہ پانچویں، چھٹی، اور ساتویں ہجری کی کسی مستند تاریخ میں آپ کا تذکرہ نہیں ملتا سب سے قدیم تذکرہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ملتا ہے، سب سے پہلا معتبر اور قدرے

https:.//www.ashrafia.net

تفصیلی تذکرہ مولانا جامی کی کتاب "**نفحات الانس**" میں ملتا ہے جو ۸۸۳ھ میں یعنی آپ کی وفات کے چار سو سال بعد لکھی گئی۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ آپ کی تصنیف "**کشف المحجوب**" ہے۔ اس کے علاوہ "**کشف الاسراء**" بھی ہے، جو بہت بعد میں دریافت ہوئی۔ دیگر تصانیف کے صرف نام ملتے ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے، خود آپ نے لکھا ہے کہ: آپ نے اپنا ایک دیوان مرتب کر لیا تھا جسے ایک معتقد مانگ کر لے گیا اور اپنے نام سے اسے مشہور کر دیا۔ چنانچہ "**کشف المحجوب**" میں جگہ جگہ اپنا نام لکھا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کہیں اسے بھی دیوان کی طرح کوئی چوری نہ کر لے

حضرت داتا صاحب کے ایک مرید اور معتقد ابو سعید غزنوی نے آپ سے تصوف اس کی حقیقت اور اعمال و افکار کے بارے میں نو سوال کیے۔ جن کے جواب میں آپ نے یہ کتاب لکھی جو ۲۱ ر ابواب اور متعدد فصلوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے ہر باب میں آپ نے قرآنی آیات، احادیث نبوی اور عظیم صوفیاء کے اقوال سے موضوع کی وضاحت فرمائی ہے۔ چناچہ اس میں ۲۳۴ ر قرآنی آیات ۱۳۴۲ ر احادیث اور تین سو سے زیادہ صوفیاء کے اقوال درج کیے ہیں۔ کتاب کی تصنیف کا بنیادی مقصد تصوف کی حقیقت کی وضاحت اور ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا تھا جو نام نہاد صوفیاء کے اعمال و اقوال سے عام ہو گئیں تھی اور اس کتاب کو لکھ کر آپ نے آنے والی نسلوں کو بھی بہت سی گمراہ کن باتوں سے بچا لیا اور یہی آپ کا تصوف کی تحریک اور اس کے متلاشیوں پر تنظیم احسان ہے۔

میں نے اس کتاب کا نام "**کشف المحجوب**" اس لیے رکھا ہے تا کہ کتاب کا نام ہی اہل بصیرت پر اس کے تمام حقائق واضح کر دے کہ اس میں کیا کچھ ہوگا۔ یہ کتاب کے بیان اور تشریح کے کلمات حقیقی و انکشافات پردہ شریعت پر لکھی گئی ہے۔ اس لیے یہ نام اس پر موزوں اور درست ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے ظاہر و باطن کو ان آفات سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو تاکید کی جاتی ہے کہ رعایت حقوق کو مد نظر رکھ کر یہ کتاب "**کشف المحجوب**" مسائل طریقت شریعت اور حقیقت کا ایک بیش بہا گنجینہ اور اولیا معتقدین کے حالات بابرکات اور ان کی مقدس تعلیمات کا بہترین خزینہ ہے نیز اگر یہ کاملین کے لیے رہنما ہے تو عوام کے لئے پیر کامل کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ عوام میں سے اس کا مطالعہ کرنے والوں کو دولت و عرفان ایقان حاصل ہوتی ہے اور شک و شبہات کی وادی میں بھٹکنے والے یقین کی دنیا میں آباد ہو جاتے ہیں اور اس کے بار بار کے مطالعے سے حجابات اٹھ کر نئے انکشافات ہوتے ہیں اس نادر و بے مثل کتاب کو جو مقبولیت اور پذیرائی نصیب ہوئی وہ اس موضوع کی کسی اور فارسی میں لکھی جانے والی کتاب کے حصے میں نہیں آئی، اکابر اولیاء اللہ نے خود اس سے استفادہ کیا ہے اور طالبان حق کو اس سے مستفید ہونے کی تلقین فرمائی ہے اس لیے کہ اس میں ناقصوں اور کاملوں کے لیے سامان رشد و ہدایت موجود ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

تاریخ

اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب صدیق سالک صاحب

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے محل وقوع سے تو آپ واقف ہی ہوں گے۔ اس کے مغرب میں اسلام، شمال میں کمیونزم اور مشرق میں سیکولرزم ہے، جب کہ جنوب میں بحیرۂ عرب رہتا ہے۔ جس میں اب بہت سا عجمی پانی داخل ہو چکا ہے۔ ہر ملک کی طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اپنی تاریخ اور اپنا جغرافیہ ہے لیکن اس کی دو خصوصیتیں اسے دوسرے ملکوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ایک یہ کہ باقی ملکوں کے صرف جغرافیہ میں نشیب وفراز پائے جاتے ہیں جب کہ اس کی تاریخ بھی نشیب فراز سے مالا مال ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ یہاں کی تاریخ میں غلطیوں کے بڑے بڑے پہاڑ، امن وامان کے چھوٹے چھوٹے جزیرے، قیادت کے وسیع ریگستان اور بحرانوں کے گہرے بحیرے پائے جاتے ہیں اور اس کے جغرافیہ میں تاریخیں ملتی ہیں۔

ایک تاریخ وہ تھی جب قیام پاکستان سے پہلے اس کا موجودہ جغرافیہ کچھ اور تھا، پھر ۱۴/اگست کا تاریخی دن آیا تو اس نوزائیدہ مملکت کو ذرا مختلف قسم کا جغرافیہ ورثے میں ملا۔ جس میں آدھا جغرافیہ برما کے جنگلوں کے قریب جا گرا اور آدھا ایران کے قریب جا ٹھہرا۔ ہم نے ۲۴ برس بعد مشکلوں سے یہ بکھرا ہوا جغرافیہ یکجا کیا۔ اللہ تعالیٰ اب اسے اپنی جگہ پر قائم رکھے متلون مزاج جغرافیہ ہو یا بیوی، اس پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جغرافیہ کی متلون مزاجی کا اثر آبادی پر بھی پڑا وقتاً فوقتاً جمع تفریق ہوتی رہی۔ اس نے سات کروڑ افراد سے آغاز کیا لیکن دیسی کھاد اور ولایتی گولیوں کے زور پر جلد ہی ۱۳ کروڑ تک پہنچ گئی۔ ہم نے آبادی کے اس روز افزوں رجحان کو روکنے کے لیے تمام روایتی طریقے آزمائے لیکن اس کے آگے بند نہ باندھ سکے، آخر کار ۱۹۷۱ء میں تنگ آ کر آدھی آبادی یکمشت تفریق کر ڈالی اور برما کے قریب آدھا جغرافیہ، آدھی آبادی اور پوری قومی حمیت چھوڑ کر یہاں مقیم ہو گئے۔ ان کامیابیوں کا سہرا کس کس کے سر ہے؟ زبان نہ کھولیے، اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔

پاکستان کو اپنی مختصر تاریخ میں بڑے بڑے سیاسی لیڈر نصیب

https:.//www.ashrafia.net

ہوئے جن میں سے بعض لیڈران کو اپنی دیانتداری سے زیادہ اپنی سیاسی بصیرت پر ناز تھا لیکن سیاسی بصیرت میں اس رہنماء کا کوئی جواب نہیں جس نے اس ملک کا نام تجویز کیا تھا۔ جس طرح بعض رجائیت پسند جوڑے منگنی کے فوراً بعد اپنے ہونے والے بچے کا نام سوچ لیتے ہیں، اسی طرح انہوں نے بھی قوم کا اشتیاق دیکھتے ہوئے پاکستان کے قیام سے قبل ہی اس کا نام رکھ دیا تھا لیکن اس کے اجزاء ترکیبی میں جان بوجھ کر بنگال شامل نہیں کیا کیونکہ ان کی دوررس نگاہیں دیکھ رہیں تھیں کہ ایک نہ ایک دن یہ بازو ٹوٹ گرے گا، جس سے اثاثوں کی تقسیم کے ساتھ مملکت کے نام کی تقسیم کا مطالبہ بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ یوم پیدائش ہی سے پاکستان اپنے جڑواں پڑوسی کے ساتھ دائمی رقابت کے رشتے میں منسلک چلا آرہا ہے۔ اب تک یہ اپنے حریف سے کئی مقابلے کر چکا ہے اور دو ایک ڈران (DRAWN) بھی کر چکا ہے۔ ڈران میچوں میں اپنے محسنوں کا قتل سرفہرست ہے۔ شروع شروع میں ہمارے رقیب نے اپنے مہاتما کو گولی مار کر ہم پر ایک گول کر دیا لیکن قسمت نے ہمیں فوری طور پر گول اتارنے کا موقع نہ دیا، لہٰذا ہمیں چند سال انتظار کرنا پڑا۔ بہت سی منصوبہ بندی کے بعد ہم اپنے قائد ملت کو شہید کر کے اسکور برابر کرنے میں کامیاب ہو گئے ہم اس سرخروئی پر متعلقہ لیڈر کے تعاون کے لیے بے حد احسان مند ہیں ورنہ رقیب روسیاہ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ جن میدانوں میں اپنے حریف پر ہمیں واضح برتری حاصل رہی ہے، وہ تین ہیں:

ایک یہ کہ انہوں نے تو اپنے پہلے اور اکلوتے وزیر اعظم ہی کو لال و جواہر سمجھ کر برسوں سینے سے لگائے رکھا لیکن ہم نے اسی عرصے میں سات آٹھ وزیر اعظم پیدا کر ڈالے (یہ پیداواری ریٹ ترقی یافتہ ممالک سے بھی زیادہ ہے) بعض ممالک تو اپنی سو سالہ تاریخ میں بھی اتنے وزیر اعظم پیدا نہ کر سکے، ہمارا ہر شہری اپنے آپ کو وزارت عظمیٰ کا اہل سمجھتا ہے اور دوسرے ہر شہری کو نا اہل۔

دوسرا یہ کہ ان کے وزیر اعظم صرف سیاست کی کیاری سے پیدا ہوتے رہے جب کہ ہمارا پورا چمنستان وزیر اعظموں اور سربراہوں سے مہکتا رہا ہے۔ کوئی وزیر اعظم سول سروس سے آیا اور کوئی سازش سے، کوئی سربراہ سیاست کے پچھواڑے سے داخل ہوا اور کوئی عسکری دروازے سے۔ ذرا نم ہو تو مٹی۔۔

تیسرا یہ کہ ہمارے مدمقابل نے جلد بازی میں صرف ایک آئین بنایا اور آج تک اسی کچے پکے آئین پر گزر اوقات کر رہا ہے جب کہ ہم کم از کم تین سالم آئین ہضم کر چکے ہیں۔ یہ مسئلہ صرف ہاضمے کا نہیں اپنے اپنے ظرف کا بھی ہے۔ اگر ہمارا رقیب بلاوجہ ہم سے سرگرداں نہ ہوتا تو ہم اسے تحفتہً یا مشورۃً یہ مصرع لکھ بھیجتے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا

ان عظیم امتیازات سے مزین ملک میں چار صوبے اور بہت سی صوبائیت پائی جاتی ہے، جس سے ملکی وحدت کی غذائیت کم ہو جاتی ہے۔ اصل قصہ صوبوں اور صوبائیت کا نہیں ذہن اور

https://www.ashrafia.net

زمین کا ہے، ذہن باڑوں اور راجواڑوں میں بٹ جائے تو زمین خودبخود کیاریوں میں کٹ جاتی ہے، لہٰذا یہ بنیادی بات یادرکھنے کے قابل ہے کہ زمین سورج کے گردنہیں ذہن انسانی کے ساتھ گھومتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پانچ دریا اور بہت سی دریادلی بہتی ہے۔ان میں سے دو دریاؤں کے نام ہمارے پاس ہیں لیکن ان کا پانی کسی اور کے قبضے میں ہے، پھر بھی ہم اپنے صوبے کو"پنج آب"ہی کہتے ہیں۔ان دریاؤں کا پانی کبھی کبھی سوکھ جاتا ہے لیکن یہاں بسنے والوں کی دریادلی کبھی خشک نہیں ہوتی۔ وہ اس دریادلی میں اپنے مسائل سے ہمیشہ بے نیاز اور دوسروں کے لیے سدا بے چین رہتے ہیں۔مسئلہ سویز ہو یا مسئلہ فلسطین، یہ عالم اسلام کے ہر دیرینہ مسئلے کے لیے جان کی بازی لگانے کو ہمہ وقت تیار ہیں۔مسئلہ کشمیر بھی کچھ کم دیرینہ نہیں، بلکہ سنیارٹی کے لحاظ سے سرفہرست ہے۔

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے جہاں پہلے وافر مقدار میں اشیائے خوردنی پیدا ہوتی تھیں، اب بکثرت انسان پیدا ہوتے ہیں، جو دوسروں کو بھیجے جاتے ہیں اور زرعی اجناس سے زیادہ زرمبادلہ کماتے ہیں۔آبادی کی برآمد سے ہمارے دیہات پرسکون ہو گئے ہیں۔اب وہاں عموماً بوڑھے والدین اور بچے بستے ہیں جو ہر وقت اس انتظار میں رہتے ہیں کہ دبئی سے کب رنگین ٹیلی وژن، امریکی کمبل یا جاپانی گڑیا آئے گی۔ایک ایک فرد کے بدلے ڈھیروں غیر ملکی اشیاء۔اسی لیے تو کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کا ایک ایک شخص ریالوں میں تولنے کے لائق ہے!

یہاں معدنیات بھی پائی جاتی ہیں جن میں سے اکثر تا حال روپوش ہیں۔خفیہ معدنیات میں تیل اور جذبہ محنت سرفہرست ہے۔انہیں تلاش کرنے اور بروئے کار لانے کا ٹھیکہ غیر ملکی کمپنیوں کو دے دیا گیا ہے۔ہمارا ارادہ ہے کہ جب یہ ہمارا تیل نکال لیں گی تو ہم انہیں تو میالیں گے۔

اس وطن عزیز کی کئی پالیسیاں ہیں۔خارجہ، داخلہ، تعلیمی، سیاحتی وغیرہ ان سب پالیسیوں کی اپنی پالیسی ہے لیکن خارجہ پالیسی سب سے قدیم اور عظیم ہے۔ہم نے قیام پاکستان کے بعد سے اندرونی خلفشار پر کم اور بیرونی مسائل پر زیادہ توجہ دی ہے بلکہ اگر مجھے تین نمبروں کی نشاندہی کو کہا جائے جنھوں نے اس ملک کی قسمت پر گہرا اثر چھوڑا ہے تو میں کہوں گا: خارجہ پالیسی، خارجہ پالیسی اور خارجہ پالیسی، جیسے غالبؔ سے کسی نے پوچھا تھا کہ: جناب آپ کو کیا چیز پسند ہے؟ تو انہوں نے کہا تھا: آم، آم اور آم۔وزارت خارجہ کا کام بیرونی ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنا ہے اور ہماری وزارت خارجہ اس کام میں اتنی مستعد ہے کہ اپنی ملک کی نسبت غیر ممالک سے اس کا رابطہ زیادہ گہرا اور مضبوط ہے۔جس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اسلام آباد میں وزارت خارجہ کی عمارت دیگر پاکستانی وزارتوں کے دفاتر سے دور اور ڈپلومیٹک انکلیوں (Diplomatic Enclave) کے قریب واقع ہے۔اس

https:.//www.ashrafia.net

کا عملہ وقتاً فوقتاً پاکستان بھی آتا رہتا ہے۔ داخلہ پالیسی کا سب سے بڑا مسئلہ اسکولوں اور کالجوں میں داخلہ ہے جس کے لیے اکثر داخلی اور خارجی سفارشوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اگر اس مسئلے سے نجات مل جائے تو کبھی کبھی امن عامہ کی حالت پر بھی توجہ دی جاتی ہے کیونکہ امن عامہ میں خلل پڑنے سے خواص کا سکون مخدوش ہو جاتا ہے۔ وزارت داخلہ امن عامہ کے بارے میں اکثر اعداد و شمار جمع کرتی ہے تا کہ گاہے بگاہے ثابت کیا جا سکے کہ امن و امان کی حالت تسلی بخش ہے۔ اس سلسلے میں قارئین سے صرف اتنی گزارش ہے کہ وہ سرکاری ذرائع سے جمع کردہ اعداد و شمار پر اپنا ایمان محکم رکھیں اور اخبارات کی موٹی موٹی سرخیوں پر یقین نہ کریں۔ خواہ وہ خود ہی ان واقعات کے چشم دید کیوں نہ ہوں۔

تعلیمی پالیسی کا بنیادی مقصد تعلیم کو عام کرنا ہے۔ جس کے لیے جگہ جگہ تعلیم بالغاں کا چھڑکاؤ ہوتا رہتا ہے۔ اس چھڑکاؤ میں کئی ہوز پائپ استعمال ہوتے ہیں جن میں ریڈیو اور ٹیلی وژن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان قومی کوششوں کا مقصد ساری قوم کو ایک ہی رنگ میں رنگنا ہے۔ پہلے بہت سے لوگ اپنے آپ کو اَن پڑھ کہہ کر کئی تعلیمی برائیوں اور مخرب اخلاق تحریروں سے بچ جاتے تھے، اب تعلیم کے ہمہ گیر اثرات سے کوئی نہ بچ سکے گا۔

سیاحت کی پالیسی دوسری پالیسیوں سے کہیں زیادہ کامیاب ہے۔ اس کا عملہ اپنے کام میں اتنی محنت اور احتیاط کرتا ہے کہ وہ سیاحوں کو کسی جگہ لے جانے کے بجائے خود جگہ جگہ سیاحت کرتا ہے اور سیاحت والوں کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تمام سیاح مقررہ وقت اور مناسب نوٹس کے بعد آیا کریں تا کہ انہیں صحیح وقت پر اور صحیح مقام پر لٹایا جا سکے۔ ہمارے ہاں ملکی سیاحوں کی نسبت غیر ملکی خانہ بدوش کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے روایتی کپڑے اور امریکی ڈالر ہوتے ہیں، جو ہمارے ہم وطنوں کو بہت عزیز ہوتے ہیں۔ بے گھر افراد پر توجہ دینا ویسے بھی ہماری روایت کا حصہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بہت سی قدیم اور جدید ثقافت پائی جاتی ہے، جس کا مظہر وہ بیسیوں ثقافتی ادارے ہیں جو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی گرانٹ پر پلتے ہیں، سرکاری ثقافت کے علاوہ بہت سی ثقافت پرائیوٹ سیکٹر میں بھی دستیاب ہے۔ جس کا پتہ وقتاً فوقتاً منعقد ہونے والے ثقافتی شوز سے بھی چلتا رہتا ہے۔ اگر کسی کو ثقافت کی موجودگی کا مزید ثبوت درکار ہو تو وہ ثقافت کے موضوع پر کی گئی تقاریر کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ جو ہمارے لیڈروں سے منسوب پرانے اخبارات کی فائلوں میں محفوظ ہے۔

ہمارا ملک دانشوروں (Intellectuals) میں بھی خودکفیل ہے۔ ہمارے انٹلکچوئیل اختلاف رائے اور استعمال چائے میں کسی دوسرے ملک سے پیچھے نہیں۔ وہ اختلاف اور گروہ بندی پر پہنچتے ہیں مگر قوم کو اتحاد اور یکجہتی کا درس دیتے ہیں۔ انہیں اختلاف رائے یا بحث و تمحیص کے لیے کوئی اور موضوع ہاتھ نہ

https:.//www.ashrafia.net

آئے تو اسی غم میں غلطاں رہتے ہیں کہ یہ ملک بنا کیوں تھا؟ اور اگر بن گیا تو آج تک قائم کیوں ہے؟

ان چیزوں کے علاوہ بھی اس ملک میں اور بھی بہت کچھ ہے یہاں ہسپتال اور فیکٹریاں ہیں جن کا آپس میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ اکثر فیکٹریاں بیمار رہتی ہیں اور بیشتر ہسپتال انڈسٹری بنتے جا رہے ہیں۔ یہی حال یونیورسٹی اور جیلوں کا ہے، یہ دونوں ادارے اپنی اپنی جگہ آزادی اور قید کی سمبل سمجھے جاتے ہیں لیکن عملاً حقیقت حال اس کے برعکس ہے، یعنی جیلوں سے کئی لوگ رہائی پا کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں بلکہ خود جیل سے بھاگ جاتے ہیں لیکن یونیورسٹی سے کوئی نہیں بھاگتا بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ یونیورسٹی میں داخل کیا ہوتے ہیں ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو کر رہ جاتے ہیں، یعنی وہ یونیورسٹی کو اپنی قیام گاہ اور تعلیمی سیاست کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ درس گاہ سے باہر قیام گاہ آسانی سے ملتی ہے نہ کوئی معقول پیشہ بلا سفارش ہاتھ آتا ہے۔ یونیورسٹیاں جیلیں، ہسپتال، فیکٹریاں سب پاکستان کے دم سے ہیں، لہٰذا پاکستان کی سلامتی اور استحکام سب ہی اہل وطن کو عزیز ہے لیکن اس کی زیادہ فکر کرسی والوں کو رہتی ہے۔ ان میں ایک طبقہ ایسا بھی گزرا ہے جو اپنی کرسی کی مضبوطی کو ملکی استحکام کے لیے ناگزیر سمجھتا تھا لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ملک کو زیادہ تر نقصان مضبوط کرسیوں ہی سے پہنچا ہے۔ یوں تو اس نگار وطن کے کئی دلفریب خدوخال ہیں جن کی تصویر کشی سے جی نہیں بھرتا لیکن بہت سی باتیں ناگفتہ رہ گئی ہیں، بس آخر میں یہی کہنا کافی ہے کہ یہ ملک گزشتہ 77 سال سے دوراہے پر کھڑا تیسرے راستے کی راہ دیکھ رہا ہے۔ بعض امید پرستوں کا خیال ہے کہ یہ اشتراک اور سرمایہ داری دونوں کو رد کر کے اسلام کی راہ پر چل نکلا ہے، بھلا امیدوں پر کوئی پہرہ بٹھا سکتا ہے!

قومی ترانہ

پاک سر زمین شاد باد
کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان
ارضِ پاکستان!
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام
قوتِ اُخوتِ عوام
قوم ، ملک ، سلطنت
پائندہ ، تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچمِ ستارہ و ہلال
رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال
جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

https:.//www.ashrafia.net

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ
اور
حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ

استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

اس طویل وعریض دنیا میں کتنے ہی پیوندِ خاک ہو گئے اور خدا معلوم کتنوں کو اسی طرح اس دنیائے پیکر جور وستم سے روانہ ہونا ہے لیکن اس دنیائے آب وگل میں بعض نفوسِ قدسیہ ایسے بھی ہیں جو یہاں سے رخصت ہونے کے بعد بھی تاریخ عالم میں اپنا نام چھوڑ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برسہا برس گزرنے کے بعد بھی خدا کے راستے میں سر دھڑ کی بازی لگا دینے والوں کی عزت وعظمت کے غیر فانی نقوش دنیا والوں کے دلوں پر قائم ودائم رہتے ہیں اور سالہا سال کی گردش لیل و نہار بھی تاریخ کے سینے کی ان جادہ حق کے دیوانوں اور شمع عشق ومحبت کے پروانوں کے کارہائے نمایاں کو مٹا سکی اور نہ مٹا سکتی ہے، کیونکہ ان مبارک ہستیوں کی زندگی کا محور دنیا یا دنیا کی فانی چیزیں نہیں بلکہ وہ ذات حیٌّ و قیوم ہے کہ جس کے راستے میں مرمٹنا ہی سب سے بڑی زندگی اور سعادت مندی ہے۔ اس عظیم مقصد میں کامیابی وکامرانی حاصل کرنے والوں کو خدائے قدوس نے اپنے مقدس کلام میں ان جانفزاء الفاظ میں حیاتِ جاوداں کی روح پرور کیف آور بشارت دی ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوٰتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ. (پارہ: ۲، سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵۴)

ترجمہ: جو میرے راستے میں جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی لطیف زندگی کا شعور نہیں۔

یہی وہ کیف آور نغمہ ہے جو بادہ ازل کے مستوں اور خدا اور سول کے جان نثاروں کو سرشار کیے ہوئے ہیں اور یہ ہی وہ جذبہ ہے جو خداا ور رسول کے احکام اور دین اسلام کے تحفظ واستحکام کے لیے ان مقدس نفوس کو کفن بردوش ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ:

ان ہی مبارک اور پاک باز ہستیوں میں سے ایک ذات گرامی قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حامی سنت ، قاطع بدعت خانوادۂ نقشبندیہ کے چشم و چراغ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ القوی کی بھی ہے۔ جن کی مقدس زندگی کے چند نمایاں پہلو پر روشنی ڈال کر اپنے اس تبلیغی مضمون کو زینت بخش رہا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

https:.//www.ashrafia.net

ہمیں حضرت شیخ سرہندی علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

سلسلہ نسب:

آپ علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب ۲۸ رواسطوں سے حضرت سیدنا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

ولادتِ مبارکہ:

آپ علیہ الرحمہ کی ولادت شریفہ ۹۷۱ھ شہر سرہند میں ہوئی۔

سعادت کے آثار:

ایک دفعہ زمانہ شیر خوارہی میں آپ سخت بیمار ہوئے،آپ کے والد ماجد آپ کی زندگی سے بظاہر مایوس ہو گئے لیکن اچانک خیال آیا کہ حضرت شاہ کمال علیہ الرحمہ کی خدمتِ بابرکت سے دعا کے لیے حاضری دی جائے ، جو آپ کے زمانے میں با کمال بزرگوں میں سے تھے۔حضرت نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ:**"آپ اطمینان رکھیں،آپ کا یہ بچہ لمبی عمر پائے گا اور اپنے زمانہ کا بڑا عالم و عارف ہوگا"** اور ایسا ہی ہوا۔

تعلیم وتربیت:

آپ علیہ الرحمہ کی تعلیم وتربیت کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔مختصری مدت میں آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا،اس کے بعد اپنے والدِ ماجد کے علاوہ اور دیگر اکابر اولیائے کرام سے بھی آپ نے استفادہ کیا لیکن بحیثیت پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کو منتخب فرمایا۔یہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض و برکات ہی کا سبب تھا کہ بے شمار مخلوقِ خدا کے دلوں کو آپ نے جیت لیا اور یہ اسی روحانی طاقت کا نتیجہ تھا کہ بے سروسامانی کے باوجود اکبر بادشاہ جیسے سرکش اور دین الٰہی کا جدید ایڈیشن تیار کرنے والے کو شکست دے کر حق کا بول بالا فرمایا۔

آپ علیہ الرحمہ کی کرامات:

یوں تو متعدد کرامتوں کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے لیکن علمائے کرام صوفیائے عظام کے نزدیک سب سے بڑی کرامت آپ علیہ الرحمہ کی اتباعِ سنت ہے۔

وصال شریف:

لہٰذا جس مقصد کے لیے آپ علیہ الرحمہ دنیا میں تشریف لائے جب وہ پورا ہو گیا تو وعدہ ازلی کے مطابق یہ آفتابِ ولایت اور مہتابِ رشد و ہدایت ۲۹ رصفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو غروب ہو گیا اور آج بھی سرزمین سرہند شریف میں آپ علیہ الرحمہ کا مزار مبارک مخلوقِ خدا کے لیے فیوض و برکات کا مرکز بنا ہوا ہے۔

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ:

دنیا میں ایسے کم افراد ہوتے ہیں جو اپنی موت کے بعد بھی دنیا والوں کے دلوں کی گہرائی میں اپنے حسن اخلاق اور اعلیٰ کردار کے حسین نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ان ہی نفوسِ قدسیہ میں ایک ذاتِ گرامی مجاہدِ کبیر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کی بھی ہے،جن کا مختصر تذکرہ مندرجہ ذیل سطور میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ولادت ونسب:

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ ۱۲۱۴ھ مطابق

https:.//www.ashrafia.net

۱۷۹۷ء میں اپنے آبائی وطن خیر البلاد و خیر آباد میں پیدا ہوئے آپ کے والدِ ماجد حضرت علامہ فضل امام صاحب خیر آبادی علیہ الرحمہ علوم نقلیہ، فنونِ عقلیہ میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب ۳۳؍ واسطوں سے خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

تعلیم و تربیت:

علامہ موصوف نے جب آنکھ کھولی تو گرد و پیش علم و فضل اور امارات ِریاست کو جلوہ گر پایا۔ یہی وجہ تھی کہ فضل حق خیر آبادی ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں مادی ریاست سے محروم ہونے کے بعد بھی مستغنی اور کوہ وقار ثابت ہوئے۔ علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے علماء آپ کے منطقیانہ و فلسفیانہ دلائل کو سن کر حیران و ششدر رہ جایا کرتے تھے اور علامہ موصوف کو خراجِ تحسین پیش کرتے اور کیوں نہ ہو جس نے حضرت علامہ فضل امام علیہ الرحمہ جیسے والد ماجد کی آغوشِ علم و فضل میں تعلیم و تربیت حاصل کی ہو۔ آپ کے والدِ محترم نے تمام معقولات میں اپنے جیسا یکتائے زمانہ بنا کر منقولات کی تحصیل کے لیے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی و حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں پہنچادیا۔

ذہانت و ذکاوت:

حضرت علامہ فضل حق علیہ الرحمہ نے ۱۳؍ سال کی عمر میں مروجہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل فرما کر صرف ۴ ماہ میں قرآن کریم حفظ کر کے خداداد ذہانت و ذکاوت کا ثبوت پیش فرمایا۔

علامہ موصوف کی سیاسی زندگی:

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے جس زمانے میں ہوش سنبھالا وہ دور مسلمانوں کے لیے بہت ہی امتحان و آزمائش کا دور تھا۔

آج اُسی سرزمین میں مسلمانوں پر انگریزوں نے عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔ جس پر سینکڑوں برس ان کے باپ دادا نے حکمرانی کی ہو، آخر مسلمان کب تک ان صلیب کے بچاریوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہتے۔ ایک نہ ایک دن تو اس لاوے کو پھوٹ کر بہنا ہی تھا۔ بالآخر ۱۸۵۷ھ کی صورت میں وہ لاوا پھوٹ پڑا۔

یہی وقت تھا کام کرنے کا لہٰذا اس موقع کو حضرت علامہ فضل حق نے غنیمت جانتے ہوئے دہلی جامع مسجد میں جہاد کے موضوع پر ولولہ انگیز تقریر فرمائی اور جہاد کے سلسلے میں ایک استفتاہ مرتب فرما کر اس وقت کے علمائے ربانی کی خدمت میں پیش کیا، جس پر سب نے بخوشی دستخط ثبت فرما دیئے۔ دستخط کنندگان میں چند قابل ذکر وفخر کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مفتی صدر الدیں خاں، مولانا عبد القادر صاحب، قاضی فیض اللہ صاحب، مولانا فیض احمد بدایونی اس فتوے کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی۔ ایک طرف اگر انگریز اپنی گرفت کرسخت کر رہا تھا تو دوسرے طرف مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کی سرشاری کا یہ عالم تھا کہ انگریزوں کی توپیں بھی ان کے جذبہ کو سرد نہ کرسکیں۔

https://www.ashrafia.net

علامہ فضل حق کا عزم واستقلال:

۱۸۵۹ھ میں علامہ موصوف کو فتویٰ جہاد کے جرم میں باغی قرار دے کر گرفتار کرلیا گیا اور لکھنؤ میں مقدمہ چلایا گیا۔ جج نے بارہا چاہا کہ علامہ فتویٰ کے خلاف بیان دے دیں، مگر اللہ اکبر! قربان جائیے، اس شانِ فاروقیت پر کہ خدا کے اس شیر نے جج کے سامنے گرج کر کہا: **"وہ فتویٰ صحیح ہے، میرا ہی لکھا ہوا ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے جو اس سے قبل تھی، دنیا کی کوئی طاقت اور دار ورسن کا کوئی خوف مجھے حق بات سے نہیں ہٹا سکتا"** علامہ موصوف کے اقرار واعتراف کے بعد اب گنجائش کیا رہ گئی، چنانچہ عدالت نے جزیرہ انڈمان میں حبس دوام کا فیصلہ سنا دیا۔ جس کو خدا کے اس شیر نے نہایت ہی مسرت وخندہ پیشانی سے قبول فرمالیا۔ بالآخر علامہ موصوف کو کالا پانی بھیج دیا گیا، یہی وہ مجاہدِ کبیر تھا جس نے سرزمین ہند پر آزادی کی داغ بیل ڈالی تھی۔

علامہ فضل حق کی وفات:

آپ سے پہلے چند علماء وہاں پر پہنچ چکے تھے، اللہ اکبر! وہ پیکر علم وفضل جو کبھی ہاتھی اور پالکی پر بیٹھ کر باپ کی آغوشِ محبت میں درس حاصل کرتا تھا، آج وہی ناز و نیاز کا پالا ہوا جزیرہ انڈمان میں اپنے سر پر ٹوکرا اُٹھائے ہوئے بارگوں کو صاف کرتا ہے جس کو دیکھ کر دشمنوں کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔ یہاں تک کہ آپ کے صاحبزادے مولوی شمس الحق اور خواجہ غلام غوث وغیرہ نے علامہ کی رہائی کے لیے اجازت حاصل کر لی اور جزیرہ پہنچے تو سامنے سے ایک جنازہ آتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ علامہ فضل حق کا ہی ہے۔ ۱۲ رصفر المظفر ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء کو آپ کا وصال ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

موت تو اس کی ہے، جس کا زمانہ کرے افسوس
یوں تو دنیا میں سب ہی آئے ہیں مرنے کے لیے

آبروئے مومناں احمد رضا خاں قادری

مدح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمہ

آبروئے مومناں ، احمد رضا خاں قادری
رہنمائے گمرہاں ، احمد رضا خاں قادری
حق شناس و حق نما و نائبِ شمس الضحیٰ
وارثِ پیغمبراں ، احمد رضا خاں قادری
باغِ دیں میں نغمہ خوان وخوش بیاں شیریں زباں
طوطیِ شکر فشاں ، احمد رضا خاں قادری
پڑ گیا ہے پشت پر اَعداء کی اب کیا جائے گا
چیر کر بدمذہبوں کے دل میں گزری وار پار
تیرے نیزے کی سناں، احمد رضا خاں قادری
حق اسے کہتے ہیں دیکھو رَد نہ کوئی کرسکا
تیرا فتوائے اَذاں ، احمد رضا خاں قادری
دے مبارکباد ان کو قادری رضوی جمیلؔ
جن کے مرشد ہیں میاں احمد رضا خاں قادری

https:.//www.ashrafia.net

آیئے اپنا محاسبہ کریں!!!

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

قارئین محترم!

آج ہم ایک ایسے موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں جو بڑا اہم ہے انسان خطہ کا پتلا ہے اور بمقتضائے بشریت اس سے گناہ سرزد ہو ہی جاتے ہیں لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ **انسان غلطی کو غلطی نہیں سمجھتا، گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا**۔ اس لیے وہ اس پر اصرار کرتا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ایسے انسان کا سدھرنا اور راہِ راست پر آنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو پھر وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور دوبارہ وہ اُس غلطی کا ارتکاب نہیں کرتا۔

ہمارے بزرگانِ طریقت نے اس کا بہتر طریقہ بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر آپ رات کو سونے سے پہلے اپنے پورے دن کے اعمال کا جائزہ لیں کہ ہم نے پورے دن میں کیا کیا ہے؟ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے کتنے نیک اعمال کیے ہیں؟ کتنی غلطیاں کی ہیں اور کتنے گناہ کیے ہیں؟ باالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہر انسان روزانہ اپنا محاسبہ کرے۔ اگر یہ دیکھیں کہ آپ نے دن میں جھوٹ بولا ہے یا غیبت کی ہے یا کوئی اور ایسا کام کیا ہے جو شریعت کے خلاف ہے تو آئندہ اُس سے بچنے کی کوشش کریں۔ اگر آج سے ہر شخص اس طرح کرے اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا عہد کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان غلطیوں خطاؤں اور گناہوں سے بچ سکتا ہے۔

محاسبہ: ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھتا ہے، جو شخص بھی اپنا محاسبہ کرتا ہے تو وہ کبھی بھی صراطِ مستقیم سے نہیں بھٹکتا اور جو اپنے آپ کو چھوڑ کر دوسروں پر تنقید کرتا ہے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایک قول ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: ''دوسروں کے عیبوں سے اس طرح غافل ہو جاؤ، جیسے سونے کے بعد اپنے آپ اور دنیا سے غافل ہو جاتے ہو'' اور یہ حقیقت ہے کہ اگر ہر انسان دوسروں کے عیبوں کو تلاش کرنے اور ان پر تنقید کرنے کے بجائے اپنا محاسبہ کرے تو وہ نیک انسان بن سکتا ہے۔ محاسبہ کا عمل ویسے تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے لیکن

https:.//www.ashrafia.net

اہل طریقت پر لازم ہے کہ وہ اس عمل کے ذریعے اپنی اصلاح کرے کیونکہ اگر وہ اپنی اصلاح نہیں کرے گا تو دوسروں کی اصلاح کیسے کرے گا؟ اصول یہ ہے کہ **پہلے خود عمل کرے پھر دوسروں کو تلقین کرے** لیکن ہمارے معاشرے میں یہ چیز عام ہوگئی ہے کہ ہم خود تو وہ عمل کرتے نہیں مگر دوسروں کو تلقین ضرور کرتے ہیں اور اگر وہ عمل نہ کرے تو اس پر تنقید بھی کرتے ہیں۔

ہمیں صرف اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کوئی بھی عمل ہو اور اس میں ہمیں کتنا ہی فائدہ نظر آرہا ہو، اگر یہ شریعت کے خلاف ہے تو اس کو ترک کردیں کیونکہ بہت سے کاروبار ایسے ہیں، بہت سی نوکریاں ایسی ہیں اور بہت سے مشاغل ایسے ہیں کہ جن میں ظاہری طور پر بڑی چمک دمک نظر آتی ہے، وہ بڑی دلچسپی ہے اور مالی لحاظ سے ان کا بڑا فائدہ ہے لیکن حقیقت میں وہ شریعت کے خلاف ہے۔

یاد رکھیے! ایسا کوئی بھی کام جس میں آپ کو مالی منفعت نظر آرہی ہو لیکن وہ شریعت کے خلاف ہے تو اسے فوراً ترک کردیں کیونکہ ایسے کام میں کبھی برکت نہیں ہوتی اور ایسا کام کرنے والا کبھی بھی پھل پھول نہیں سکتا۔

اہل طریقت پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہر عمل میں اس چیز کو پیش نظر رکھیں کہ کوئی عمل شریعت وسنت کے خلاف نہ ہو۔ اگر ہم سب اس طرح اپنا احتساب کریں تو یقیناً ہم ان غلطیوں گناہوں اور کوتاہیوں سے بچ سکتے ہیں۔

غلطی کا احساس ہونا بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ انسان غلطی کرتا ہے اور اسے اس غلطی کا احساس ہوتا ہے تو وہ ندامت و شرمندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اس کی تمام غلطیوں کو معاف فرمادیتا ہے، یہ دنیا دار العمل ہے۔

اسی لیے جانِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

الدنیا مزرعة الآخر

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے"

جو کچھ یہاں بوؤ گے وہی وہاں کاٹو گے، آخرت کی زندگی کے صحیح ہونے کا دارومدار دنیاوی زندگی پر ہے۔ اگر یہاں اعمال نیک ہیں تو وہاں جزاء ہے اور اگر یہاں اعمال بد ہیں تو وہاں سزا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس دنیا میں اپنے اعمال درست کرلیں تاکہ آخرت میں بہترین جزاء کے مستحق ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمیں نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

https:.//www.ashrafia.net

مجددِ دین ملّت، پروانۂ شمع رسالت، الحاج، الحافظ، الشاہ

امام احمد رضا خان فاضل بریلی نور اللہ مرقدہٗ

اور

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی اپنے کمالات کے لحاظ سے، اپنے اوصاف کے لحاظ سے، اپنی صفات کے لحاظ سے اس صدی کی ایسی محیر العقول شخصیت ہے کہ جس نے بڑے بڑے عقلاء کی عقلوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ وہ بہت بڑے محدث تھے، کوئی کہتا ہے کہ اس صدی میں ان جیسا مفسر کوئی نہیں گزار، کوئی کہتا ہے کہ ان کی ۱۲ ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ دیکھو تو پتا چلتا ہے کہ ان جیسا فقہ نہیں گزار، کوئی کہتا ہے کہ اپنے وقت کے بہترین نثر نگار بھی تھے اور نظم نگار بھی تھے اور ان جیسا شاعر کوئی نہیں ہوا، کوئی کہتا ہے کہ جغرافیہ میں بھی بڑے ماہر تھے، حساب میں بھی بڑے ماہر تھے، سائنس میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ میں کہتا ہوں ہاں! یہ سب چیزیں اپنی جگہ پر، بے شک امام اہلسنت بہترین مناظر بھی تھے، بہترین فقیہ بھی تھے، بہترین عالم بھی تھے، بہترین مدرس بھی تھے، بہترین مفکر بھی تھے، بہترین مفسر بھی تھے، بہترین محدث بھی تھے، بہترین سائنس دان بھی تھے، بہترین مفتی بھی تھے لیکن میری نظر میں ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے عاشق بھی تھے۔ کہنے کو تو ہم سب کہتے ہیں کہ ہم بھی عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی عاشق ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ واقعی یہ شخصیت صحیح معنوں میں عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھی یا نہیں؟

عشق کے کچھ دستور ہیں، عشق کی کچھ علامتیں ہیں، وہ علامتیں پائی جائیں تو سمجھ لیں کہ واقعی یہ سچا عاشق ہے اور اگر وہ علامتیں نہ ہوں تو سمجھ لیں اپنے دعویٰ عشق میں جھوٹا ہے۔ مثلاً ایک عشق کی نشانی یہ بھی ہے اور علامیت یہ بھی ہے کہ جس سے محبت ہو جائے اور جس سے عشق ہو جائے، عاشق اپنے محبوب کو تمام خوبیوں کا جامع سمجھتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرے محبوب میں کوئی برائی نہیں ہے، میرے محبوب میں کوئی عیب نہیں ہے، میرے محبوب میں کوئی نقص نہیں ہے۔

کسی نے پوچھا مجنوں سے کہ کس کالی کلوٹی پر تو عاشق ہو گیا ہے؟ کہنے لگا: ارے دیکھو مجنوں کی آنکھ سے پھر پتا چلے گا کیا

https:.//www.ashrafia.net

مقام ہے لیلیٰ کا۔ محبت کی آنکھ سے دیکھو تب پتا چلے گا جس کے اندر کوئی عیب ہو اس کے باوجود محبت ہو جائے تو محبوب میں عیب نظر نہیں آتا تو پھر وہ ذات جس میں رب نے کوئی عیب رکھا ہی نہیں ہے، جس میں رب نے کوئی نقص رکھا ہی نہیں ہے، وہ آقا مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اس پر امام احمد رضا عاشق تھے اور ایسے عاشق تھے کہ وہ کہتے تھے کہ اپنے آقا محمد مصطفیٰ علیہ الرحمہ کی شان بیان کرتے ہوئے۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے، کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ارے کائنات پر نگاہ ڈال تجھے مختلف حسن نظر آئیں گے، ہر حسن کے ساتھ کوئی نہ کوئی عیب بھی نظر آئے گا، کوئی نہ کوئی خامی بھی نظر آئے گی، چمنستان میں نکل جا، گلستان میں نکل جا، ایک سے ایک اچھا پھول نظر آئے گا لیکن رب نے پھول کے ساتھ کانٹے بھی رکھ دیئے ہیں، پھول کے ساتھ زوال بھی رکھ دیا ہے، ہاں! یہ عیب اس کے اندر موجود ہے تو نکل جا، شمع کو دیکھ وہ روشنی دیتی ہے، روشن کر دیتی ہے، تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے لیکن رب نے اس کے ساتھ بھی کوئی نہ کوئی عیب رکھا ہے کہ دھواں اس کے اندر موجود ہے، لیکن امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں دنیا پر نگاہ ڈال تجھے حسن نظر آئے گا وہاں تجھے کوئی نہ کوئی خامی، عیب بھی نظر آئے گا لیکن ربِ کائنات نے اس ارض وسماوی کے اندر ایک ایسا حسن بھی پیدا کیا ہے میرے آقا محمد ﷺ کا کہ جس میں رب نے کوئی عیب چھوڑا ہی نہیں ہے۔

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

آج محبت کا دعویٰ کرنے والے بہت ملیں گے اور نبی ﷺ کی بارگاہ میں عیب بھی نکال رہے ہیں۔ کئی کہتے ہیں کہ نبی کو تو کچھ آتا نہیں، نبی تو کچھ جانتے نہیں، نبی تو دیوار کے پیچھے بھی نہیں دیکھ سکتے، نبی کو کچھ طاقت نہیں ہے، مکھی بھی نہیں اُڑا سکتے

معاذاللہ ثم معاذاللہ

ارے یہ کیسا عشق ہے، یہ کیسی محبت ہے، نبی سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو اور ان کے کبھی علم میں کمی نکالتے ہو، کبھی حلم میں کمی نکالتے ہو، کبھی طاقت وقدرت میں کمی نکالتے ہو۔

امام اہلسنت نے فرمایا: یہ تو وہ ذات ہے اگر تجھے سچ محبت ہے تو کہہ دے کہ یہ تو وہ ذات ہے کہ جس میں بالفضل نقصان کا ہونا تو دور کی بات ہے اس کے اندر تو کسی عیب کا گمان بھی نہیں ہو سکتا، یہاں تو نقصان کا گمان بھی نہیں ہے۔ اللہ نے ایسی حسین ذات پیدا کی ہے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ۔

خلقت مبرا عن من کل عیب کانك قد خلقت کما تشاء

اے محبوب! اللہ نے آپ کو ایسا پیدا کیا ہے کہ کوئی عیب نہیں رکھا، تمام عیوب سے پاک پیدا کیا۔

امام اہلسنت بھی اسی عشق کی منزل پر پہنچے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں میرے نبی کو اللہ نے تمام عیوب سے پاک پیدا کیا۔ پتا چلا یہ سچا عاشق ہے جو اپنے آقا ﷺ کی تعریف کر رہا ہے۔

ایک اور عشق کا دستور ہے ایک اور اس کی نشانی ہے وہ نشانی یہ ہے کہ جب کسی سے محبت ہو جائے تو پھر اس کی برائی سن نہیں سکتا، آپ نے دیکھا ہوگا، اخبارات میں بھی آپ پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں کی فلاں سے لڑائی ہوگئی کیوں کہ اس نے دوسرے کے لیڈر کو برا کہہ دیا، اس کو محبت تھی اپنے لیڈر سے کسی نے اس کی برائی کر دی تو اس کو برا لگ گیا، کیوں؟ اس کے لیڈر کی آپ نے برائی کی تھی کہ جس لیڈر کی محبت اس کے دل میں ہے۔

امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ اسی عشق کی منزل پر پہنچے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس دور کے اندر جب لوگوں نے اپنی کتابوں میں ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی (امام احمد رضا کے محبوب کی) برائیاں کرنی شروع کیں، ان کی توہین کرنا شروع کی، ان کے لیے نازیبا کلمات کہنے شروع کیے، اپنی کتابوں میں لکھا اس دور کے اندر لکھا معاذ اللہ نقل کفر نہ کفر باشد خدا کی قسم! ہمیں تو اس کو دہراتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

لکھا انہوں نے اپنی کتابوں میں کہ اگر نبی کا نماز میں تصور آجائے، خیال آجائے تو گدھے کے اور زنا کے خیال سے بدتر ہے۔معاذاللہ ثم معاذاللہ

اب آپ اندازہ کریں کہ ایک عاشقِ رسول ﷺ کب گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے نبی کی شان میں اور اس کے محبوب کی شان میں نازیبا کلمات کہے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ کلاشنکوف لے کر سامنے نہیں آئے، کوئی بندوق سامنے نہیں لائے۔ فرمایا: میرا ہتھیار تو یہ قلم ہے، قلم لے کر سامنے آگئے، اب کتابیں لکھنی شروع کیں، اب ان کا جواب دینا شروع کیا۔ کیسے تم کہتے ہو میرے نبی کی شان میں گستاخیاں کس طرح کرتے ہو میرے آقا کی شان میں گستاخیاں؟

اس کی شان تو یہ ہے، اس کا مقام تو یہ ہے جو ربِ کائنات نے قرآنِ حکیم میں بیان کیا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا

(پارہ:۵، سورۃ النسآء، آیت:۴۶)

ترجمہ: اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں۔

کسی مقام پر فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

(پارہ:۲۶، سورۃ الحجرات، آیت:۲)

ترجمہ: مسلمانو! نبی کی آواز سے اُونچی آواز نہ کرنا۔

اگر نبی کی آواز سے اُونچی آواز ہو جائے تو گستاخی ہو جائے گی، اللہ فرماتا ہے:

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (پارہ:۲۶، سورۃ الحجرات، آیت:۲)

ترجمہ: کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں۔

امام اہلسنت سامنے آگئے فرمایا: مسلمانو! بچو ایسے لوگوں سے ہوشیار ہو جاؤ، جو نبی کا کلمہ بھی بظاہر پڑھتے ہیں، جو یہ بھی کہتے

https:.//www.ashrafia.net

ہیں کہ ہم انہی کی اُمت کے اندر ہیں اور پھر نبی کی شان میں گستاخیاں بھی کرتے رہتے ہیں، نبی کے لیے نازیبا کلمات بھی کہتے رہتے ہیں، کسی نے کہا کہ وہ آپ کو بُرا بُرا کہہ رہے ہیں، آپ کو لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ امام اہلسنت نے فرمایا: میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، جتنی دیر وہ مجھے برا کہہ رہے ہیں اُتنی دیر وہ میرے آقا کو بُرا کہنے سے تو رُکے ہوئے ہیں ۔میرے لیے یہی بڑی خوش نصیبی ہے کہ میرے آقا کو تو بُرا نہیں کہہ رہے، وہ مجھے جتنا چاہیں بُرا کہہ لیں میں تو ان کا دربان ہوں، ان کے در کا کتا ہوں، مجھے تو برا کہتے رہیں حرج نہیں میرے آقا کو برا نہ کہیں۔

آج پاکستان میں فرقہ واریت پھیل رہی ہے، لوگ اس کو فرقہ واریت کا نام دیتے ہیں لیکن میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص چیف جسٹس کے خلاف کوئی بات کہہ دے تو فوراً قانون حرکت میں آجاتا ہے، فوراً پابندِ سلاسل اس کو کردیا جاتا ہے۔ کیا میرے آقا سرورِ دو جہاں ﷺ کی عزت وعظمت کسی جسٹس سے بھی کم ہے؟ آرمی کے سپاہی سے بھی کم ہے؟ منبر پر بیٹھ کر، وہ منبر جو مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے لیے بنایا گیا تھا، وہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہوں، نبی کی عظمت کے گیت گائے جائیں، اس منبر پر بیٹھ کر جو اس نبی کی توہین کرتے ہیں ، جو نبی کی گستاخیاں کرتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس دور کے اندر کتابیں لکھی ہیں اور آج یہ انہیں کے گماشتے ہیں ۔ انہی کے چہرے ہیں جنہوں نے نبی کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور جب نبی کی گستاخی ہوتی ہے تو مسلمان بے چین و بے قرار ہوجاتا ہے۔

یاد رکھو! اس کی ماں پر کوئی حملہ کرے تو شاید وہ خاموش ہوجائے گا، اس کے باپ کو کوئی الزام دے تو شاید وہ خاموش ہوجائے گا لیکن نبی کی عزت و ناموس پر کوئی حملہ کرے تو عاشقِ مصطفیٰ ﷺ پیچھے نہیں ہوسکتا۔

نذرانۂ عقیدت بحضور حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ

بانٹتے ہیں عشق کی تنویر ، داتا گنج بخش
اولیائے دہر کے ہیں پیر ، داتا گنج بخش
ہر گھڑی عشاق کا ہے آستانہ پر ہجوم
ہیں دلوں کو کر رہے تسخیر، داتا گنج بخش
حق کی خاطر کفر کے وہ سامنے تھے ڈٹ گئے
لے کے آئے حیدری شمشیر ، داتا گنج بخش
ظالموں کو ظلم سے تھے روکتے طاقت کے ساتھ
رکھتے تھے وہ قوتِ شبیر ، داتا گنج بخش
ساقئ ہجویر کا میخانہ ہے ہر دم کھلا
کر رہے ہیں خاک بھی اکسیر ، داتا گنج بخش
آپ آلِ مصطفیٰ ہیں ، آپ شانِ اولیاء
ہیں جہاں میں صاحبِ توقیر ، داتا گنج بخش

https:.//www.ashrafia.net

مرزا دجال کے عقائد

ترتیب وتحقیق: شاہینِ ختمِ نبوت حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود کو خدا سمجھا اور اللہ رب العالمین، انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ السلام جو بن باپ کے ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ صدیقہ بی بی مریم سلام اللہ علیہا کی شان جلیل میں طہارت کی گواہی پر قرآن ناطق ہے، اس قادیانی نے وہ بے ہودہ کلمات استعمال کیے۔ جن کے استعمال سے مسلمانوں کے دل دہل جاتے ہیں مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے ان میں سے چند بطور نمونہ ذکر کیے جائیں۔ یوں تو اس کا فقط مدعی نبوت بننا ہی اس کے کافر ہونے اور ابد الآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا کہ اس کا یہ دعویٰ قرآن مجید کا انکار اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے مگر اس نے اتنی ہی بات پر اکتفاء نہ کیا بلکہ انبیاء کرام علیہ السلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ وغیرہ آیات اس کی شاہد ہیں، نیز اس نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کی شانِ اقدس میں نازل شدہ آیات کو اپنے اوپر جمالیا اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا، ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔

اب اس کے اقوال پڑھیں تمام حوالہ جات مرزا قادیانی کی کتب سے دیئے گئے ہیں:

۱۔ وانت من ماءنا

ترجمہ: اور تو ہمارے پانی سے ہے۔

(اربعین نمبر ۲، ص:۳۳، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۳۸۵)

۲۔ انت منی بمنزلۃ اولادی، انت منی وانا منك

ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے، تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ (دافع البلاء، ص:۶، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۲۷)

۳۔ انت منی بمنزلۃ ولدی

ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

(حقیقت الوحی، باب: چہارم، ص:۸۶، روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۸۹)

https:.//www.ashrafia.net

۴۔روایتی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو

ترجمہ: (میں مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۶۴، روحانی خزائن، ج:۵،ص:۵۶۴)

۵۔دخل ربی علی وجودی

(آئینہ کمالات اسلام،۵۶۵، روحانی خزائن، ج:۵،ص:۵۶۵)

۶۔خلقت السمٰوات والارض

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۶۵، روحانی خزائن، ج:۵،ص:۵۶۵)

۷۔سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء، ص:۱۱، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۳۱)

۸۔اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

یعنی ہم نے نشانوں اور عجائبات کو نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔

(براھین احمدیہ بقیہ حاشیہ در حاشیہ، ص:۴۹۹، روحانی خزائن، ج:۱، ص:۵۹۳)

۹۔خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

(ازالہ اوھام دوئم، ص:۵۳۳، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۳۸۶)

۱۰۔میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقت الوحی، ص:۲۲۰، روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۲۲۰)

۱۱۔اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت پیغمبروں نے بھی خواہش کی ہے

(اربعین نمبر ۴، ص:۱۰۰، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۴۲)

۱۲۔خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ، ص:۱۰، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۱۲)

۱۳۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک اِنَّآ اعطینک الکوثر فصل لربّک وانحر واقم الصلوٰۃ لذکری، انت معی وانا معک، سرک سرّی.... ورفعنا لک ذکرک

ترجمہ: اے احمد (مرزا قادیانی) تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے ہم نے تجھ کو معارف کثیر عطا فرمائیں ہیں، سو اس کے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے اور میری یاد کے لیے نماز کو قائم کر، تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں، تیرا بھید میرا بھید ہے اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیا ہے۔

(براھین احمدیہ حاشیہ، ۵۱۸/۵۱۷، روحانی خزائن، ج:۱، ص:۶۱۸/۶۱۷)

۱۴۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیَّ و مطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ثلّۃ من الاوّلین وثلّۃ من الاخرین

ترجمہ: اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا

https:.//www.ashrafia.net

اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت اور برہان اور برکات کی رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا، پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔

(براھین احمدیہ حاشیہ ،ص:۵۵۸/۵۵۹، روحانی خزائن ،ج:۱،ص:۶۶۵)

۱۵۔حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔

(ایک غلطی کا ازالہ ،ص:۲، روحانی خزائن ،ج:۱۸،ص:۲۰۶)

۱۶۔ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(دیکھو براھین احمدیہ ،ص:۴۹۸)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ،ص:۳، روحانی خزائن ،ج:۱۸،ص:۲۰۷)

۱۷۔قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ

ترجمہ: کہہ میں صرف تمہارا جیسا آدمی ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے۔

۱۸۔محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم

ترجمہ:اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ،ص:۳، روحانی خزائن ،ج:۱۸،ص:۲۰۷)

۱۹۔سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا

ترجمہ: وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے (مرزا کو) سیر کرا دیا۔

(حقیقت الوحی باب چھارم ،ص:۷۸، روحانی خزائن ،ج:۲۲،ص:۸۱)

۲۰۔وما ارسلنک الا رحمۃً للعلمین

ترجمہ:اور ہم نے تجھے (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

(حقیقت الوحی باب چھارم ،ص:۸۲، روحانی خزائن ،ج:۲۲،ص:۸۵)

۲۱۔انا اعطینک الکوثر

ترجمہ: ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے۔

(حقیقت الوحی باب چھارم ،ص:۱۰۲، روحانی خزائن ،ج:۲۲،ص:۱۰۵)

۲۲۔یٰس ۔ انک لمن المرسلین

ترجمہ: اے سردار تو خدا کا مرسل ہے

(حقیقت الوحی باب چھارم ،ص:۱۰۷، روحانی خزائن ،ج:۲۲،ص:۱۱۰)

۲۳۔سلامٌ علی ابراھیم

ترجمہ: سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر)

(اربعین نمبر:۳،ص:۸۷، روحانی خزائن،ج:۱۷،ص:۴۲۰)

۲۴۔میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت کے نام میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔

https:.//www.ashrafia.net

(حقیقت الوحی حاشیہ، ص:۷۲، روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۷۶)

۲۵۔ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔

(تتمۃ حقیقت الوحی، ۸۵/۸۴، روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۵۲۱)

۲۶۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر

(اربعین نمبر:۴، ص:۱۹، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۵۴)

۲۷۔ خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔

(تتمۃ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

۲۸۔ پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔

(براھین احمدیہ، حصہ: پنجم، ص:۹۹، روحانی خزائن، ج:۲۱، ص:۹۹)

۲۹۔ کامل مہدی نہ موسیٰ تھا اور نہ عیسیٰ۔

(اربعین نمبر:۲، ص:۱۸، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۳۶۰)

۳۰۔ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبیوں نے اس کی فتح کے بارے میں پیشن گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی وہ اسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتے کی طرف سے نہیں تھا۔

(ازالہ اوہام، حصہ: دوئم، ص:۶۲۹، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۴۳۹)

۳۱۔ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔

(ازالہ اوہام، حصہ اوّل، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۲۵۵/۲۵۴)

۳۲۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء، ص:۲۰، روحانی خزائن، ص:۲۴۰)

۳۶۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام "حصور" رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(دافع البلاء، حاشیہ، ص:۴، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۲۰)

۳۷۔ نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

(انجام آتھم حاشیہ، ص:۶، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۲۹۰)

۳۸۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے

https://www.ashrafia.net

کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اوران کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

(انجام آتھم حاشیہ ,ص:۲، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۲۹۰)

۳۹۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔

(کشتی نوح حاشیہ ,ص:۷۳، روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۷۱)

۴۰۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود کو بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔

(دافع البلاء ,ص:۱۳، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۳۳)

علماء و مشائخ اہلسنت کی علمی و عملی جدوجہد:

مرزا قادیانی کے گمراہ کن دعووں اور ضلالت و کفریات کے ردّ و ابطال میں علماء و مشائخ اہلسنت اوّل روز ہی سے میدان عمل میں موجود تھے۔ جن میں مولانا غلام دستگیر نقشبندی حنفی قصوری، مفتی غلام قادر چشتی حنفی بھیروی، مولانا فیض الحسن چشتی حنفی سہارنپوری ، مولانا غلام رسول نقشبندی حنفی امرتسری علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی حنفی لدھیانوی، اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان قادری حنفی بریلوی، فاتح قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی ، حضرت علامہ اصغر علی روحی حنفی لاہوری، مولانا نواب الدین مدراسی حنفی، حضرت مولانا کرم الدین دبیر چشتی حنفی جہلمی ، مولانا محمد حیدر اللہ خان نقشبندی حنفی علامہ مولانا انوار اللہ صاحب فاروقی نقشبندی حنفی حیدرآباد دکن ، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان صاحب قادری حنفی بریلوی، مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ مصطفی رضا خان صاحب قادری حنفی بریلوی ، مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری حنفی میرٹھی رحمہم اللہ اس محاز پر سرفہرست ہیں اوران اکابر کے شب و روز دجال مرزا کی تردید، مناظرہ مباحثہ اور مباہلہ میں بسر ہو رہے تھے۔ ان عظیم شخصیات میں خاص کر دو ہستیاں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہم اللہ ایسی ہی ہیں کہ ان کے تلامذہ وخلفاء کی جماعت ہمیشہ تردید قادیانیت پر کمربستہ رہی۔ شدت کا حال یہ تھا کہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام قادر بھیروی چشتی حنفی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۰۸ء) نے مسجد کی پیشانی پر ایک پتھر نصب کروادیا، جس پر یہ عبارت درج ہے:

”باتفاق انجمن حنفیہ وحکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی رافضی، نیچری، مرزائی مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات نہ کرے“۔

اوراس قافلے کے سالار قائد ملت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ جنھوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

(ماخوذ از: جلد اوّل، مقدمہ، کتاب: تحفظ ختم نبوت)

https:.//www.ashrafia.net

فقہی سوالات کے جوابات

عرفانِ شریعت

ماہِ صفر المظفر کے مسائل و احکام

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: صفر کو صفر کیوں کہتے ہیں؟

جواب: صفر کے لغوی معنی ''خالی ہونے'' کے آتے ہیں، چونکہ اس مہینے میں عرب کے لوگ مختلف مقامات سے اناج اکٹھا کرنے کے لیے گھروں سے نکلتے تھے، جس کی وجہ سے ان کے گھر خالی ہوجاتے تھے، اس لیے اس مہینے کو ''صفر'' کہتے تھے۔

صفر کا ایک معنی ''پیلا اور زرد'' ہونے کے آتے ہیں، جب ابتداء میں اس مہینے کا نام رکھا گیا، تو اس وقت موسمِ خزاں تھا اور درختوں کے پتے زرد ہوجاتے تھے، اس وجہ سے اس مہینے کا نام ''صفر'' کہا گیا۔

اہلِ عرب اشہر حرم (حرمت والے مہینے) کا احترام کرتے تھے ان میں لوٹ مار، قتل وغارت کو حرام سمجھتے تھے، جب محرم کا مہینہ ختم ہوجاتا تھا، تو اہلِ عرب صفر کا مہینہ شروع ہوتے ہی جنگ کے لیے چلے جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے تھے۔ اس مناسبت سے اس مہینے کو ''صفر'' کہا گیا ہے۔

سوال: ماہِ صفر کے ساتھ مظفر یا خیر لگانا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ صفر کے مہینے کے ساتھ "المظفر" یا "الخیر" کا اضافہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ''مظفر'' کے معنی کامیابی اور ''خیر'' کے معنی نیکی، سلامتی اور برکت کے ہیں چونکہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ صفر کے مہینے کو منحوس اور برا سمجھتے تھے اور اس مہینے کے متعلق یہ خیال رکھتے تھے کہ اس مہینے میں آفات ومصائب نازل ہوتی ہیں اور آج بھی بعض لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں، اس لیے اس مہینے کو ''صفر المظفر'' یا ''صفر الخیر'' کہتے ہیں تاکہ اسے نحوست والا مہینہ نہ سمجھا جائے، بلکہ کامیابی اور خیر کا مہینہ سمجھا جائے۔

سوال: کیا صفر کے مہینے میں نحوست ہے؟

جواب: آج کل مسلمانوں میں بھی اسلامی تعلیمات کی کمی کی وجہ سے توہم پرستی بہت زیادہ ذہنوں میں راسخ ہوچکی ہے جس کی وجہ سے لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوت چھات (بیماری کا دوسرے سے لگنے کا وہم) اور الو (کو منحوس سمجھنے) اور صفر (کے مہینہ کو منحوس سمجھنے) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

https://www.ashrafia.net

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بڑے واضح انداز میں توہم پرستی، چھوت چھات اور صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنے کی نفی فرمائی ہے، لہٰذا کسی وقت اور زمانے میں کوئی نحوست اور برائی نہیں ہے۔

سوال: بعض لوگ صفر کے مہینے میں نکاح وشادی نہیں کرتے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: بعض لوگ صفر کے مہینے میں شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات منعقد نہیں کرتے اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ صفر میں کی ہوئی شادی صِفر (زیرو) اور ناکام ہوجاتی ہے اور ربیع الاوّل کے مہینہ سے اپنی تقریبات شروع کر دیتے ہیں، اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ صفر کے مہینے کو نامبارک اور منحوس سمجھا جاتا ہے یہ خیال باطل اور توہم پرستی میں داخل ہے۔ واضح رہے کہ شریعت میں سال کے بارہ مہینوں اور دنوں میں کوئی مہینہ یا دن ایسا نہیں جس میں نکاح کی تقریب مکروہ اور ناپسندیدہ ہو یا اس میں نکاح منحوس اور شادی ناکام ہوجاتی ہو۔

زمانہ جاہلیت میں شوال کے مہینے میں نکاح کو پسند نہیں کیا جاتا تھا اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خیال کی تردید فرمائی اور فرمایا: جناب رسول ﷺ نے مجھ سے شوال میں شادی فرمائی، میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں مجھ سے زیادہ خوش قسمت کون تھی؟

امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اہل عرب شوال میں نکاح کرنے کو یا شوال میں رخصتی کرا کر دلہن گھر لانے کو برا سمجھتے تھے اور بدفالی لیتے تھے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقصد اسی غلط خیال کی تردید ہے کہ اگر اس میں کوئی حقیقت ہوتی تو تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ خوش نصیب میں کیوں کر ہوتی؟

لہٰذا اس مہینہ میں بھی نکاح کی عبادت کو انجام دینا چاہیے تاکہ ایک باطل اور غلط عقیدہ کی تردید ہو اور صفر میں نکاح کے جائز اور عبادت کے مٹ جانے کو زندہ کیا جا سکے۔

سوال: صفر کے مہینے میں ابتدائی تیرہ دن کو تیرہ تیزی کہنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: تیرہ تیزی کے عقیدے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ صفر کے شروع میں تیرہ دن بیمار رہے اب سوال یہ ہے کہ کیا رسول اکرم ﷺ صفر کے ابتدائی تیرہ دن بیمار رہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے مرض الوفات میں تیرہ دن تو بیمار رہے، مگر یہ تیرہ دن کون سے تھے؟

اس بارے میں دو اقوال ہیں:

ایک یہ کہ صفر کے آخری اور ربیع الاوّل کے شروع میں بیمار ہو کر وصال فرمایا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ربیع الاوّل ہی کے شروع میں بیمار ہو کر وصال فرمایا۔

ان دونوں اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ آپ صفر کے شروع میں تیرہ دن بیمار رہے

https:.//www.ashrafia.net

بلکہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی بیماری صفر کے آخری دنوں میں شروع ہوئی اور ربیع الاول میں جا کر ختم ہوئی۔

اب غور فرمایئے کہ جب تیرہ تیزی کی بدعت کی بنیاد ہی غلط ہوگئی تو اس پر جو عقیدہ وعمل قائم کیا گیا ہے وہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ لہٰذا یہ ایک باطل خیال ہے، جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

سوال: صفر کے آخری بدھ کو خوشی منانے کا حکم؟

جواب: ماہ صفر کے آخری بدھ سے متعلق بھی بہت باطل نظریات وخیالات ہمارے معاشرے میں پائے جاتے ہیں اور یہ آخری بدھ "سیر بدھ" کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مرد اور عورتیں اِس دن سیر وتفریح کے لیے جاتے ہیں۔ بعض لوگ شرینی اور چوری تقسیم کرتے ہیں، بعض علاقوں میں گھونگنیاں (پکے ہوئے چنے) تقسیم کرتے ہیں، عمدہ قسم کے کھانے پکانے کا اہتمام کرتے ہیں، اِس دن خوشی وتہوار مناتے ہیں اور اس سب رسومات کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو جناب رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری سے صحتیاب ہوئے اور آپ غسل صحت فرما کر سیر وتفریح کے لیے تشریف لے گئے تھے، یہ تمام باتیں من گھڑت ہیں، اسلامی اعتبار سے ماہِ صفر کی آخری بدھ کی کوئی خاص اہمیت اور اِس دن شریعت کی طرف سے کوئی خاص عمل مقرر نہیں ہے۔

سوال: بدشگونی کا اسلامی تصور کیا ہے؟

جواب: بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں، میرے ہی ہاتھ میں تمام کام ہیں، میں جس طرح چاہتا ہوں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں۔

لہٰذا پتا چلا کہ نحوست کی اصل وجہ زمانہ وغیرہ نہیں ہے، نہ کوئی دن منحوس ہے اور نہ کوئی مہینہ، بلکہ نحوست کی اصل وجہ انسان کے اپنے برے اعمال ہیں، جیسا کہ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جو مصیبت بھی تم پر پڑتی ہے، وہ تمہارے کیے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (سورۃ الشوریٰ: آیت نمبر: ۳۰)

سوال: بدشگونی سے بچنے کی دعا کیا ہے؟

جواب: حضرت سیدنا عروۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بدشگونی کا ذکر کیا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا شگون، فالِ نیک ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتی، پس جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے، جس کو وہ ناپسند کرتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

ترجمہ: اے اللہ! ہر قسم کی بھلائیوں کو لانے والا تو ہی ہے اور تمام قسم کی برائیوں کو دفع کرنے والا بھی تو ہی ہے، نہ برائی

https://www.ashrafia.net

سے بچنے کی کوئی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی کوئی قوت ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ (رواہ ابوداؤد)

سوال: صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دینے والے کو کیا واقعی جنت کی بشارت ہے؟

جواب: جو شخص مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا، میں اُسے جنت کی خوش خبری دوں گا۔ اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا ہے کہ چونکہ اس مہینہ میں نحوست تھی، اس لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مہینے کے صحیح سلامت گزرنے پر جنت کی خوشخبری دی ہے، یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ ائمہ حدیث نے اس حدیث کے موضوع ہونے کو واضح کرتے ہوئے اس عقیدے کے باطل ہونے کو بیان کیا ہے، ان ائمہ میں امام رضی الدین صغانی، ملا علی قاری، علامہ عجلونی اور علامہ شوکانی وغیرہ شامل ہیں۔

چنانچہ امام رضی الدین صغانی لکھتے ہیں: موضوع احادیث میں سے بعض احادیث یہ ہیں، پھر اس کے تحت انہوں نے کئی موضوع روایتوں کو ذکر کیا ہے، اُنہیں میں سے ایک زیر بحث روایت بھی ہے۔

بقیہ ''درسِ حدیث''

ثابت ہے (۷) فضالہ شریف (بچا ہوا پانی) یا غسالہ (دھوون شریف) دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں، صحابہ کرام اس غسالہ شریف کو حاصل کرنے کے لیے لڑتے تھے۔ خیال رہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک وضو یا غسل کا غسالہ نجس ہے مگر ہمارا غسالہ نہ کہ حضور ﷺ کا وہ تو تبرک اور نور ہے حتی کہ حضور ﷺ کے فضلات شریف امت کے لیے پاک ہیں (مرقاۃ و اشعۃ) (۸) مہر نبوت حضور ﷺ کی گردن کے نیچے دو کندھوں کے درمیان ایک پارۂ گوشت تھا جس پر کچھ تل تھے۔ کبوتری کے انڈے یا مسہری کی گھنڈی کے برابر پارۂ گوشت نہایت چمکیلا اور نورانیت والا تھا، تل سیاہ آس پاس بال، ان کے اجتماع سے یہ جگہ نہایت بھلی ہوتی تھی نیچے سے دیکھو تو پڑھنے میں آتا تھا اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اوپر سے دیکھو تو پڑھا جاتا ہے: تَوَجَّهْ حَيْثُ كُنْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ اسے مہر نبوت اس لیے کہتے تھے کہ گزشتہ آسمانی کتب میں اس مہر کو حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی علامت قرار دیا گیا تھا، وفات کے وقت یہ مہر شریف غائب ہوگئی تھی۔ اس میں اختلاف ہے کہ بوقت ولادت موجود تھی یا نہیں۔ بعض نے فرمایا کہ شق صدر کے بعد فرشتوں نے جو ٹانکے لگائے تھے ان سے یہ مہر پیدا ہوگئی تھی۔ صحیح یہ ہے کہ بوقت ولادت اصل مہر موجود تھی مگر اس کا ابھار ان ٹانکوں کے بعد ہوا۔ ان شاء اللہ اس کی زیادہ تحقیق آخر کتاب میں حضور انور ﷺ کے فضائل کے بیان میں کی جائے گی۔

https://www.ashrafia.net

اُم الامراض......."قبض"

جناب حکیم شجاع احمد طاہر صاحب

قبض ایک ایسا نہ نظر آنے والا مرض ہے جو بظاہر معمولی مگر اپنے ساتھ بے پناہ امراض پیدا کرتا ہے۔ بقول اطباء کرام قبض اُم الا امراض یعنی "**بیماریوں کی ماں**" ہے۔ قبض کی وجہ سے دردسر، نزلہ وزکام، ضعفِ بصارت یعنی نظر کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ، بھوک کی کمی، بواسیر جیسے موذی امراج، مٹاپا، عصر حاضر کی خطرناک بیماری ہائی بلڈ پریشر، نیند نہ آنا یا نیند میں گھبرا کر اُٹھ جانا، حتیٰ کہ امراض گردہ، طحال، پتہ، جگر اس معمولی مرض سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات بچوں کو بخار بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس مرض کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ احتیاطی تدابیر کے ساتھ مستقل علاج کیا جائے۔

قبض پیدا ہونے کے اسباب:

قبض کے پیدا کرنے میں زیادہ تر چائے، کولا مشروب، حقہ، سگریٹ کی زیادتی، نشہ آور یا سکون آور ادویہ کا مسلسل استعمال گوشت کا بکثرت کھانا، ہوٹلوں کا بھنا یا ثقیل سالن کا استعمال، زیادہ بیٹھنا، دماغی محنت کا کام، میدہ یا زیادہ باریک آٹے کی روٹی کھانا، گھی دودھ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے انتڑیاں خشک ہو کر اس کا سبب بنتی ہیں۔

قبض کی علامات:

قبض کی عام علامات میں رفع حاجت کے وقت زیادہ دیر لگتی ہے، زور لگا لگا کر بمشکل خشک سا پاخانہ نکلتا ہے۔ بعض اشخاص کے چہرے سرخ ہو جاتے ہیں۔ دائمی قبض والوں کے چہرے ہمیشہ بھر بھراہٹ والے ہوتے ہیں۔ شدید قبض، دائمی قبض والے حضرات اپنے تمام روز مرہ کے معمولات منظم کریں۔ اور خشکی کی وجہ سے بوقت اجابت خون نکل آتا ہے۔ اقسام قبض کے لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(۱) اتفاقی (۲) یا عارضی قبض قسم عادتی یا دائمی قبض اتفاقی یا عارضی قبض سے مراد آپ کو ہمیشہ وقت پر پاخانہ آتا ہو مگر کہیں دعوت میں کھانے پینے کی بے قاعدگی یا مسلسل بیٹھ کر سفر کرنا، دوران سفر کثرت سے چائے پینا وغیرہ ایسے اقدام سے عارضی قبض ہو جاتی ہے۔ جب آدمی اپنے معمولات کے مطابق گزر بسر کرنے لگتا ہے تو قبض ختم ہو جاتی ہے یا کسی بھی ہلکی قبض کشاء دواء یا سبزی وغیرہ یا فروٹ کھانے سے قبض ختم ہو جاتی ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

عارضی قبض والے مریض کو اپنے روزمرہ کے معمولات پر غور کرنا چاہیے کہ اس سے کیا غلطی ہوئی اس کو دور کرے۔
گلقند ۲۰ ر گرام، سونف ۵ ر گرام ملا کر سوتے وقت ہمراہ نیم گرم دودھ پی لیں، صبح کھل کر اجابت آئے گی۔ ان شاء اللہ طبیعت بحال ہوگی۔ دائمی قبض والے حضرات اپنے تمام روز مرہ کام اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا وغیرہ خود دیکھیں اور محسوس کریں کہ کس وجہ سے یہ بیماری پیچھا نہیں چھوڑ رہی۔
کچھ حضرات بلکہ خواتین میں بھی، اب تو یہ فیشن بن چکا ہے کہ صبح سویرے بستر پر لیٹے لیٹے چائے کا کپ پیا جاتا ہے۔ بعد میں سگریٹ پی جا رہی ہے۔ یہ طریقہ انتہائی غلط اور نقصان دہ ہے۔ قبض کے علاوہ بے شمار امراض کا باعث بنتا ہے۔ ایسے مرد و خواتین ہمیشہ مجھے مجھے چہرے کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ عارضی قبض والے اصحاب بھی غذائی احتیاط ہمیشہ رکھیں غذا کو جب بھی کھائیں بہت آہستہ آہستہ اور چبا کر کھائیں تا کہ لعاب دہن زیادہ سے زیادہ غذاء میں شامل ہو جائے۔ اس طرح غذا زود ہضم اور قبض کشاء ہو جاتی ہے۔ زیادہ چٹ پٹی اور مصالحہ دار اغذیہ سے پرہیز کیا جائے۔ کھانے میں سلاد کا استعمال ضرور رکھیں۔ سلاد میں تمام تازہ اور موسم کے مطابق سبزیاں استعمال کریں۔
حاملہ خواتین خاص طور پر اپنی غذا کا خیال رکھیں۔ کھانا کھانے کے بعد سو جانا قبض کا باعث بنتا ہے۔ خوراک میں تازہ سبزی فروٹ، دودھ کا استعمال قبض سے بچاتا ہے۔ حاملہ خواتین زیادہ قبض کشاء ادویہ مت استعمال کریں۔ قبض کی صورت میں تازہ گلقند، سونف ملا کر نیم گرم دودھ سے کھائیں۔ زیادہ قبض کی صورت میں بادام روغن ۲۰ ر گرام تک ایک وقت میں لیا جا سکتا ہے۔ دائمی قبض والے خواتین و حضرات ہمیشہ اَن چھنے آٹے کی روٹی کھائیں۔ اس سے آنتوں کی حرکت اخراجی تیز ہو جاتی ہے۔ قبض کو دور کرنا اس کا پہلا کام ہے۔ اس لیے چھان کو ضائع مت کریں۔ اس کو آٹے کے ہمراہ پکائیں اور پھر اس کے فوائد دیکھیں۔
بعض لوگوں کو کھانے کے دوران یا کھانے کے بعد پانی زیادہ پینے کی عادت ہوتی ہے، وہ یہ عادت ترک کر دیں۔ پانی ہمیشہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق، کھانے سے پہلے یا کھانے کے دوران پئیں، بعد میں پانی پینا نقصان دہ ہے۔ زیادہ سرد پانی پینا بھی قبض کرتا ہے۔ اس لیے پانی ہلکا ٹھنڈا استعمال کریں۔ بعض اطباء کرام فرماتے ہیں کہ: صبح سویرے نہار منہ پانی پینا معدہ کے لیے مفید ہے۔
بعض اوقات مسلسل خشک اغذیہ کھانے سے قبض ہو جاتی ہے ایسی صورت میں مکھن کا استعمال فائدہ مند ہے۔ قبض والے اور خرابی معدہ کے مریض ہمیشہ زیادہ سے زیادہ سبزیاں استعمال کرتے ہیں۔ جہاں جہاں پپیتا دستیاب ہے وہ لوگ استعمال کریں۔ پپیتا معدہ کے لیے انتہائی مفید اور اعلیٰ قبض کشاء ہے۔ اسی طرح خربوزہ، بڑا انگور، انار، گنا وغیرہ بھی مفید ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

عرس مبارک مفتی عبد السبحان قادری علیہ الرحمہ:

۳۰؍جون بروز اتوار بعد نمازِ عشاء حضرت صوفی ارشاد علی کاظمی مدظلہ العالی کے زیرِ اہتمام دار العلوم سبحانیہ رحیمیہ، یوسف عرفانی گوٹھ، نیشنل ہائی وے، بن قاسم ملیر میں مفتی اہلسنت حضرت علامہ مفتی عبد السبحان قادری علیہ الرحمہ کا سالانہ عرس مبارک منایا گیا۔ جس میں خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں مفتی اہلسنت کی خدماتِ دینیہ پر گفتگو فرمائی اور ساتھ ہی عرس منعقد کرنے کے مقاصد پر بھی گفتگو فرمائی۔ آپ نے اس موقع پر عوام اہلسنت سے فرمایا کہ: ”آج ہمیں اپنے عقائد کی حفاظت کرنے کی بہت ضرورت ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم علمائے اہلسنت سے تعلق پیدا کریں اور دین متین کا علم حاصل کریں تاکہ اپنے اور آنے والی نسلوں کے عقائد و ایمان کی حفاظت کرسکیں“۔ اس موقع پر صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور محفل کے اختتام پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

شادی خانہ آبادی کی مبارکبادی:

یکم جولائی بروز پیر جناب سید ریاض علی اشرفی مدظلہ العالی کے صاحبزادے حضرت علامہ سید حسین اشرفی مدظلہ العالی کی شادی خانہ آبادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آپ کا نکاح پڑھایا، کثیر تعداد میں علمائے اہلسنت نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے سید ریاض علی اشرفی و اہل خانہ کو صاحبزادہ اور صاحبزادی کی شادی خانہ آبادی کے سلسلے میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں کو دارین کی نعمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

ماہانہ درسِ قرآن:

۷؍جولائی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد کھتری، پی۔ آئی بی کالونی میں ماہانہ درسِ قرآن بسلسلہ **”ذکر و شانِ اہل بیت“** منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب زینت المشائخ صاحبزادہ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں اہل بیت اطہار کی فضیلت پر گفتگو فرمائی اور چند اہم واقعات کو موضوع سخن بنایا۔ عوام الناس

https:.//www.ashrafia.net

کے دلوں میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کو اُجاگر کیا اور بتایا کہ: ''الحمد للہ! ہم اہلسنت و جماعت صحابہ واہلبیت دونوں سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہی محبت کل قبر میں اور حشر میں ہمارے کام آنے والی ہے''۔ محفل کے اختتام پر صاحبزادہ سید نجیب اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضور زینت المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

۹ روزہ محافل محرم الحرام:

الحمد للہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی حلقہ اشرفیہ پاکستان اور جامع مسجد امیر حمزہ کی جانب سے یکم محرم الحرام تا ۹ محرم الحرام تک عظیم الشان ۹ روزہ محافل محرم الحرام کا انعقاد کیا گیا بعنوان ''**ذکر وفکرِ اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین**''

یکم محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ جولائی ۲۰۲۴ء بروز پیر بعد نمازِ عشاء تلاوتِ کلامِ مجید سے محفل کا آغاز ہوا۔ پہلے روز حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے ''**علم وعمل**'' پر گفتگو فرمائی۔

۲ محرم الحرام بروز منگل کو آپ نے ''**علم وعمل کے دوسرے حصے**'' کو بیان کیا۔ دونوں روز تقریباً ڈیڑھ گھنٹے مدلل گفتگو ہوئی

۳ محرم الحرام بروز بدھ کو آپ نے ''**نورانیتِ محمدی ﷺ**'' پر مدلل گفتگو فرمائی اور عوام الناس کو عقیدۂ اہلسنت سمجھایا۔

۴ محرم الحرام بروز جمعرات حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ''**تقلید کی ضرورت واہمیت**'' پر گفتگو فرمائی۔ عوام الناس کو بتایا کہ تقلید کیوں ضروری ہے؟ اور ہم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کیوں مقلد ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ نے آئمہ کرام کی زندگی کے چند حالات و واقعات کو بیان فرمایا اور بتایا کہ ہم ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں۔

۵ محرم الحرام بروز جمعہ کو آپ نے ''**اسلام میں پیری مریدی کے تصور**'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی، آپ نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی آیات اور احادیث سے استدلال کر کے بیعت کی شرعی حیثیت، بیعت کی تعریفات اور اقسام کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کیوں پیر کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں اور پھر راہِ شریعت وطریقت پر چلنے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

۶ محرم الحرام بروز ہفتہ کو آپ نے ''**اسد اللہ الغالب المناقب والمناسب مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی سیرت مبارکہ**'' پر گفتگو فرمائی۔

۷ محرم الحرام بروز اتوار کو حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے ''**خاتونِ جنت، جگر گوشہ رسول طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زندگی کے حالات واقعات**'' اور ان کی سنہری سیرت کو بیان کیا اور خواتین کے لیے ضروری نکات حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حوالے سے بیان کیے اور پردے کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔

۸ محرم الحرام بروز پیر کو آپ نے ''**شہزادۂ رسول، جگر گوشہ بتول جانشین مولائے کائنات حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت اور**

https:.//www.ashrafia.net

فضائل اہلبیت" کو بیان کیا، مدلل اور مفصل انداز میں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار، حلم و بردباری، شجاعت و بہادری کو بیان کیا۔

۹ رمحرم الحرام بروز منگل کو آپ نے "شہادتِ سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ" کو مفصل بیان فرمایا۔ فلسفۂ شہادت شہادت کی قسمیں اور واقعۂ کربلا کے اہم نکات کہ جن کو پڑھ کے اور سن کر ایک نئی روح اور ایمان کی تازگی بیدار ہوتی ہے۔ بیان کیا اور ساتھ ہی اہلسنت کے مؤقف کو بھی واضح فرمایا اور دورانِ بیان آپ نے بڑا پیارا جملہ بیان فرمایا کہ: **"حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جس سے صلح کی ہے اُس سے ہماری بھی صلح ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جس سے جنگ کی ہے اُس سے ہماری بھی جنگ ہے"** آج نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ آج کچھ لوگ سوشل میڈیا اور دیگر مقامات پر یہ کہتے ہیں کہ یزید بے قصور تھا، اس کا کوئی قصور نہیں تھا، براہِ راست اس نے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا نہ ہی پانی بند کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا جو لوگ یہ کہتے ہیں اُن کے لیے دلائل تو بہت سے موجود ہیں، ہم صرف اُن سے اتنا کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یزید سے اتنی ہی محبت اور عقیدت ہے تو تم یہ دعا کرو کہ تمہارا حشر یزید کے ساتھ ہو اور ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمارا حشر شہزادۂ رسول حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو۔ یہ نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ہم ان کے غلام ہیں ان شاء اللہ ان کے صدقے ہمیں جنت میں داخل کیا جائے گا

الحمد للہ! اس طرح یہ ۹ رروزہ محافل محرم الحرام بڑے ہی خوبصورت اور شاندار انداز سے اختتام پذیر ہوئیں۔ روزانہ عوام الناس کے لیے لنگر کا اہتمام کیا گیا حلقۂ اشرفیہ کے کارکنان نے بڑھ چڑھ کر ان محافل کے کاموں میں حصہ لیا آخری دن حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ان تمام کے لیے خصوصی دعا بھی فرمائی اس مرتبہ ان محافل میں ۳ حضرات کو حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی جانب سے **"اعزازی شیلڈ"** بھی دی گئیں۔ جن میں جنید الرحمٰن اشرفی (دربارڈیکوریٹر)، جناب محمد عارف اشرفی (اشرفی ایکو ساؤنڈ) اور جناب محمد آصف اشرفی (جو الحمد للہ! ہر اتوار کو اہلسنت کے اجتماعات اور جامع مسجد امیر حمزہ میں "الاشرف" کی شائع کردہ کتب کا اسٹال لگاتے ہیں) آپ نے ان تینوں کو **"اعزازی شیلڈ"** دی اور ان تینوں کے لیے خصوصی دعا بھی فرمائی۔

آخری روز آپ نے تمام حاضرین و حاضرات کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور خصوصاً فلسطین، غزہ، کشمیر، عراق، شام اور لیبیا کے مسلمانوں کے لیے بھی دعا فرمائی۔

یوں یہ ۹ رروزہ محافل محرم الحرام بڑے احسن انداز میں اختتام پذیر ہوئیں۔

۲ رروزہ ذکرِ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین :

الحمد للہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں ۲ رروزہ محافل محرم الحرام ۷ اور ۸ محرم الحرام مطابق ۱۴ اور ۱۵ جولائی کو منعقد کی گئیں۔

۷ رمحرم الحرام کو شہزادۂ فخر المشائخ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم

https:.//www.ashrafia.net

اجمعین کے فضائل اور خصوصاً صحابہ واہلبیت کی محبت وعقیدت کے واقعات کو بیان کیا۔

۸ر محرم الحرام کو صاحبزادہ علامہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے شہادتِ امام عالی مقام اور واقعۂ کربلا کو مدلل اور مفصل انداز میں بیان کیا اور آخر میں عوام اہلسنت کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

۴ر روزہ محافل محرم الحرام:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد مصطفیٰ، مصطفیٰ آباد، ملیر نزد شاہ فیصل، کراچی میں ۴ر روزہ محافل محرم الحرام بسلسلہ "ذکر امام عالی مقام و اہلبیت اطہار" انتظامیہ کی جانب سے منعقد کیا گیا۔ جس سے تیسرے روز ۸ر محرم الحرام بروز پیر بعد نماز عشاء جگر گوشۂ فخر المشائخ، مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بیان فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں شہزادۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور اہلبیت اطہار کی محبت واہمیت کے موضوع پر مدلل ومفصل گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ: "جو اہلبیت کی محبت میں مر گیا تو یقیناً وہ جنت میں داخل کیا جائے گا"۔ اسی لیے اہلبیت اطہار اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب سے محبت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، لازم ہے، ضروری ہے اور یہ محبت ہی ہے جو اس دنیا میں بھی اور کل قیامت میں بھی ہمارے کام آئے گی۔ آخر میں آپ نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور عوام الناس کے لیے خصوصی دعا فرمائی

۲ر روزہ محافل محرم الحرام:

۱۷ر جولائی بروز بدھ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد محمدی، خالد آباد فردوس کالونی، کراچی میں ۲ر روزہ محافل محرم الحرام منعقد کی گئیں۔ جس کے دوسرے روز صاحبزادہ ابو الحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں واقعۂ کربلا اور شہادتِ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مفصل ومدلل گفتگو فرمائی۔ آپ کے خطاب سے قبل مناقبِ اہلبیت اطہار پیش کیے گئے۔ بعد ازاں آپ نے خصوصی دعا فرمائی اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

وفیات:

پچھلے ماہِ مبارک میں علمائے اہلسنت میں سے دو شخصیات اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئیں۔ جن میں حضرت علامہ نور الاسلام قادری علیہ الرحمہ کے فرزند محترم جناب ضمیر الاسلام قادری علیہ الرحمہ کار ایکسیڈنٹ میں شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

دوسری اہم شخصیت خطیبِ اہلسنت حضرت علامہ خلیل الرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ جو علالت کے بعد کراچی میں انتقال فرما گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے دونوں حضرات کے لواحقین سے اظہارِ تعزیت اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درجات کو بلند فرمائے اور مسلک حق اہلسنت کی جو خدمات انہوں نے کیں اللہ پاک انہیں اس کا بہترین اجر وصلہ عطا فرمائے۔